کذباتِ مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی کے 101 جھوٹ

حکیم محمود احمد ظفر

احرار فاؤنڈیشن پاکستان

مرزائیت کا رُخِ جفا

1857ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کی دیوانہ وار قربانیوں سے تاجِ برطانیہ بھونچکا رہ گیا۔ فرنگی دنگ تھے کہ وہ کونسا جذبہ ہے جو فرزندانِ اسلام کو خاک و خون میں بے دریغ تڑپنے پر اکساتا ہے۔ اس بنیادی نقطے کی نقاب کشائی کیلئے لارڈ میو نے 1869ء میں سر ولیم ہنٹر کو اس معاملے میں ایک تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرنے کا حکم دیا۔ اس رپورٹ کا لب لباب یہ تھا کہ "جہاد ہی وہ نظریہ ہے جو ان مسلمانوں کے شدید جوش، تعصب، تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے اسلئے جسقدر ممکن ہو سکے ایسا محاذ قائم کیا جائے جو انکی ضرر رسانی کو ختم کر دے یا کم از کم ان عقائد (جہاد) کے پس پردہ پائی جانے والی جذباتی اپیل کو سرد کر دے"۔ 1869ء ہی میں برطانوی شہہ دماغوں، اعلیٰ سیاستدانوں، اراکین پارلیمنٹ اور نامور مسیحی مذہبی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد 1857ء کی جنگِ آزادی کے محرکات کا جائزہ لیکر سفارشات پیش کرنے کیلئے بھیجا گیا جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے اندر ایسی تحریک پیدا کی جائے جو انکی وحدت کو چکنا چور کر دے اور وہ کسی اجتماعی تحریک میں حصہ لینے کے قابل نہ رہیں۔ اسطرح برطانوی حاکمیت کیلئے پیدا شدہ خطرات کم سے کم ہو سکیں گے۔ چنانچہ برطانوی کمیشن اور مشنری فادرز کی تیار کردہ الگ الگ رپورٹیں یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود (The arrival of British Empire in India)" کے زیرِ عنوان کتابی صورت میں شائع کر دی گئیں جو انڈیا آفس لائبریری میں آج تک موجود ہے۔ اسکا ایک الگ اقتباس ملاحظہ فرمائیے:۔

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اپنے پیروں یعنی روحانی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلے پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کیلئے تیار ہو کہ اپنے لئے "ظلی نبی (Apostolic Prophet)" ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اسکے گرد جمع ہو جائیگی لیکن اس مقصد کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں ہی کی مدد سے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا۔ ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔"

یہ ان دنوں کی بات ہے جب قادیان کا چھٹکیلا مرزا غلام احمد سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر مسٹر پارکسن کے دفتر میں بطور اہلمد ملازمت کر رہا تھا۔ افسر موصوف عالمی صیہونی تحریک کے معتمد مگر خفیہ معاون اراکین (Sleeping Partners) میں شامل تھے انہوں نے ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات دیکھ بھال کر اخذ کر لیا تھا کہ کام کا بندہ یہی ہے۔ انہوں نے برطانیہ کے ایک سیکرٹ ایجنٹ سیالکوٹ مشن کے انچارج پادری ریورنڈ بٹلر ایم اے سے مرزا کا مکمل تعارف کرایا۔ کئی ایک خفی و جلی ملاقاتوں کے بعد ڈی سی صاحب کی "معاونت وشفقت خسروانہ" سے تمام معاملات طے پا گئے۔ منصوبے کی تکمیل پر بٹلر کی خوشی بیکراں تھی یہ دل خوش کن خبر لیکر برطانیہ جانے سے پہلے وہ ڈی سی آفس میں مرزا کو ملنے گئے۔ افسر اعلیٰ نے بظاہر بے اعتنائی سے پوچھا کیسے آنا ہوا کوئی کام ہوتو فرمایئے۔ مگر کام تو ہو چکا تھا چنانچہ بٹلر نے کہا صرف آپکے منشی سے ملنے آیا تھا۔ ملاقات ہوئی، راز و نیاز ہوئے اور پادری صاحب برطانیہ چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی 1868ء میں بغیر کوئی معقول وجہ بتائے مرزا نے ملازمت چھوڑ کر قادیان میں آ رہن بسیرا کیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔ عیسائی پادریوں اور آریا سماجیوں سے مناظرانہ چشمک تو صرف دکھاوے کی تھی کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں جیتی جائیں تا کہ اصل ہدف تک پہنچنا سہل ہو سکے۔ یہ سب تعارفی کاروایاں تھیں جن میں برطانوی محکمہ جاسوسی کے مقرر کردہ پادریوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بالآخر وہ مرزا کے دعوائے ظلی نبوت پر منتج ہوئیں۔ یہ قادیانیت، احمدیت یا مرزائیت کا نقطہ آغاز تھا جس نے چومتے ہی اسلام کا گال کاٹ لیا۔ اس شجر خبیثہ کے منحوس برگ و بار شروع سے اُمتِ مسلمہ کو یرغمال بنانے کی نا مشکور سعی میں مصروف ہیں۔ یہ استحصالی گروہ کس طرح مسلمانوں کو شکار کرتا ہے بڑی عجیب داستان ہے۔ مرحوم قدرت اللہ شہاب کے اشہب قلم کی تیز رفتار زقندیں اس بہیمیت اور بلیک میلنگ کا کچھ کچھ افشردہ عشارہ کرتی ہیں، لکھتے ہیں:۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی (مرزا بشیرالدین محمود) بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیرالدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ انکی صدارت میں کمیٹی قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے انکے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس

شر انگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تا کہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانی ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔"

احمدیت کا یہ رخ جفا آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ظلم و جور کا یہ بھی ایک اندازِ بے پناہ ہے۔ معصوم مسلمانوں کی بلیک میلنگ کا یہ مکروہ بیوپار تا ایں دم جاری ہے۔ عزیزانِ چمن کو سات سمندر پار دیارِ مغرب بھیجنے کیلئے انکا جال ہر وقت تیار ملتا ہے۔ اِدھر مرزائیت کا سرٹیفکیٹ ملا اُدھر یورپ جانے کے انتظامات مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک زبردست حقیقت ہے کہ مادیت پرستی کے رجحان نے ہماری معاشرتی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ مسلم سرمایہ داروں کا اس معاملے میں مسلسل اغماض بھی اس دھندے کی بڑھوتی کا بڑا سبب بنا۔ مرزائی تحریک کے خمیر میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں میں تاجِ برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے جذبات پیدا کر کے انہیں استعمار کا تابع مہمل بنا دیا جائے۔ صرف یہی طریقہ ہے جس سے مرزا کی خانہ ساز نبوت کو پھلنے پھولنے کا موقع مل سکتا تھا چنانچہ اس نے ملکہ وکٹوریہ کے نام خط میں بالوضاحت بیان کیا کہ "احمدیت آپکا خود کاشتہ پودا ہے جس کی آبیاری آپکا فرض ہے" اسکے ساتھ ساتھ اپنے مخالفین کو ایسی گالیاں بکی ہیں کہ شرافت منہ چھپائے پھرتی ہے مثلاً

1۔ میری سب کتابوں کو مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں انکے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔

(آئینہء کمالات اسلام صفحہ 48-547)

2۔ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔

(انوار الاسلام صفحہ 3 اور روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 31)

3۔ بلا شک ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور انکی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔
(نجم الہدیٰ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد نمبر 14)
4۔ تذکرہ مجموعہ الہامات میں لکھا "خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔
5۔ نزول المسیح میں وارد ہے "جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔"
6۔ کلمۃ الفضل صفحہ 20 از مرزا بشیر احمد میں ہے "ہر ایک شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہمسری، تضحیک، حضور ختمی مرتبت سرور کائنات ﷺ کی شدید توہین اور آپکے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی جرات ایسے جرائم ہیں جنکی دنیا و آخرت میں قطعاً معافی نہیں۔ ہر صاحب ایمان شخص کیلئے برطانوی استعمار کے اس فرزند ناہموار کی سارقانہ جسارت انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ ذرا دیکھئے تو نبوت و رسالت کے شخص اعظم جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کی کیفیات مبارکہ کس نہج پر تھیں۔ تاریخ و سیرت کی تمام کتب شاہد عادل ہیں کہ آپ ﷺ مطلع نور دین و ایماں، مخزنِ فضلِ یزداں، معدنِ لطف و جود و احساں ہیں۔ وہ بے شک رحمتِ کبریا، سرورِ انبیا، رہبرِ اصفیا ہیں۔ وہ ہادی انس و جاں، مونسِ بیکساں اور سب کے آرامِ جاں ہیں۔ وہ وجہ لطف و عطائے رب العلا ہیں، وہ جانِ لطف و عطا ہیں، وہ حسنِ ارض و سما ہیں، وہ شاہ ہر دوسرا ہیں، وہ عطائے رب جلیل دعائے نطقِ خلیل اور غمزدوں کے وکیل ہیں۔ انکی نگاہِ لطف میں وسعتیں ہیں، انکے دامانِ التفات میں رحمتیں ہیں، انکے تذکارِ مقدس میں اللہ کی عطا کردہ رفعتیں ہیں، انکی تشریف آوری سے صرصرِ کفر پر درماندگی اور ظلمت دجور پر مردنی چھا گئی، شرفِ انسانیت کو صباحت ملی، روحِ انسانیت کو قرار ملا، روئے انسانیت پر نکھار آیا، زرد چہروں پر رونقیں آ گئیں، اسرار عرفاں نمایاں ہوئے، خلق نکہت و نور سے مدہوش ہو کر رحمت کبریا کی سزاوار ٹھہری، انہی کے دم سے زمان و مکاں کی رونقیں ہیں، وہ ختم عالی مقام ہیں، وہ ختم المرسلین ہیں، وہ سید الاولین والآخرین ہیں،

سید الاولین والآخرین ہیں، حسنِ کلام ان پر ختم ہے، لاریب اخلاق و کردار کا اسوہ حسنہ انہی کا وجود گرامی ہے، کوئی اور ہرگز ہرگز نہیں۔ بقول شورش کاشمیریؒ

اِک شخص سراپا رحمت ہے اِک شخص ہے یکسر نور خدا
ہم عرش و فرش کو چھان چکے لیکن اس جیسا نہ ملا
اُس ذات پہ رحمت ختم ہوئی اُس ذات پہ حجت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اسکے بعد آیا
اونٹوں کے چرانے والوں نے اس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے تخت کو روندا کسریٰ کا گریباں چاک کیا

مگر صد حیف مقابلے پہ آیا بھی تو کون؟ وہ مرزا قادیانی جسکی کوئی کل سیدھی نہیں، جو ہیضہ و طاعون کی بیماری لیکر آیا اور خود بھی اسی کی نذر ہو گیا۔ وہ روسیاہ جسکی تعلیمات میں کفار کی زنجیرِ غلامی ہے، وہ بدنہاد جس کے منہ سے تعفن پھوٹتا ہے، وہ کج رو جو دختِ رز کا شغالِ بد ہے، وہ اسفل جو اپنے مخالفین کو گندی گالیاں بکتا ہے، وہ دنی سیرت جو لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عزت پامال کرتا ہے، وہ غلط پیاں جو یہود و نصاریٰ کے ایما پر تاج ختم نبوت پر حملہ آور ہوا۔ وہ ارذل الناس جو اسلام کی کشتی میں سوار ہو کر اُسی میں چھید ڈالتا رہا، وہ ملعون دجال صفت جو پٹوار کے امتحان میں فیل ہو کر عصمت نبوت پر غصہ نکالتا رہا، وہ دیسیسہ کار نبی و رسول ہونے کا مدعی ہے، جس بوزنے کی لذاتِ ادرک سے آشنائی ہی نہیں۔ وہ دھوپ چھاؤں کی اولاد جو ملکہ وکٹوریہ کا روحانی و سیاسی عاشق تھا مگر اپنے کفر و ارتداد کی سزا کے طور پر بیت الخلا میں گر کر مردار ہوا، وہ کم سواد دامانِ رسول کی ہمسری کا علمبردار ہے العیاذ باللہ۔ وہ تو اس ضرب المثل کا صحیح مترادف ہے کہ " چمار کی چھوکری چندن نام " (گھٹیا منہ سے گھٹیا، بے جوڑ اور ناموزوں بات ہی نکلتی ہے) خدا محفوظ رکھے اس بلا سے۔

زیر نظر تالیف مکرمی حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ کی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے۔ انہوں نے دجالِ قادیاں کی غلاظت مآب تصنیفات کی عمیق چھان پھٹک کر کے اسکے کذبات و افتراء ٹھوس اور ناقابل تردید حوالہ جات کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں تا کہ امتِ مسلمہ کے پیر و جواں اس ناسور سے

بھرپور وقوف حاصل کرسکیں۔ قبل ازیں بھی کئی لوگوں نے اس موضوع پر مفید طبع آزمائی کی ہے مگر میرے ممدوح کے قلم کی خاراشگافیاں اپنی مثال آپ ہیں جنہیں انہوں نے سرور سروراں حضور ختمی مرتبت ﷺ کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ انکی موجودہ کاوش بھی اسی مسعود سلسلے کی کڑی ہے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں جنم لیکر بیسویں صدی کے اوائل تک اس ناسور نے اپنی جڑیں پھیلانے اور مستحکم کرنے کیلئے کیا کیا قلابازیاں کھائیں، مکر وریا کے کونسے دام ہائے ہمرنگِ زمیں بچھا کر بھلے چنگے مسلمانوں کو ارتداد کی رزیل گھاٹیوں میں گرانے کی ناسعید سعی کی، کیسی اوٹ پٹانگ پیش گوئیاں کیں، کیسے کیسے تراشیدہ، افرنگ الہامات کی تشہیر کرکے لوگوں میں گمراہی پھیلانا چاہی نیز تاجِ برطانیہ نے اپنے خود کاشتہ پودے کی آبیاری کیلئے کن کن وسیسہ کاریوں اور استبدادی حیلہ سازیوں کا سہارا لیا، یہ ایک طویل دتاریک داستان ہے ۔حکیم صاحب محترم نے مرزا قادیانی کے خودرقم کردہ جھوٹ اکھٹے کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے تا کہ ہر ذی شعور کو باور کرایا جا سکے کہ کوئی دروغ گو شرف رسالت ونبوت کا سزاوار ہوسکتا ہے نہ مہدی ومجدد کا۔ مجھے بارگاہِ ربوبیت پناہ سے یقین واثق ہے کہ انکی یہ تالیف قصر مرزائیت پر گرز البرز شکن کا کام کرے گی۔ انشاءاللہ

گدائے درِ رسولِ آخریں

سید یونس الحسنی

پیش لفظ

انیسویں صدی عیسوی اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی اور پورے ہندوستان پر انگریزی سامراج کا پرچم یونین جیک لہرا رہا تھا۔ ہر شخص انگریزوں کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہا تھا۔ ایک عجیب کربناک کیفیت نے پورے ہندوستان کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے ناکام ہونے کے بعد انگریز اس ہندوستان کو اسپین بنانا چاہتا تھا جہاں عیسائیت کے سوا اور کوئی مذہب نہ ہو۔ چنانچہ لارڈ کیننگ (Lord Canning) نے اس بارہ میں اعلان بھی کر دیا۔ عیسائی پادریوں کی ایک پوری کھیپ باہر سے درآمد کی گئی۔ ہر سرکاری افسر کے لیے یہ حکم تھا کہ سرکاری او غیر سرکاری اجتماع میں پادری کو تبلیغ عیسائیت کے لیے ضرور بلایا جائے۔ پادری فنڈر کی مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے ہاتھوں شکست کی وجہ سے انگریز زخمی سانپ کی طرح پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ غرض یہ کہ حاکم ومحکوم' راعی اور رعایا دونوں کی ایک عجیب کیفیت تھی، خصوصی طور پر مسلمان ایک عجیب مخمصے میں مبتلا تھے' کیونکہ انگریزی حکومت اور اس کے پالتو پادری اسلام اور پیغمبر اسلام کو اپنی تنقید کا ہدف بنا رہے تھے۔ مسلمان علماء میں سے کچھ تو مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور کچھ گوشہ خمولت میں زندگی گذارنے لگے اور جو میدان میں تھے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اناری کے اس دور میں کیا کیا جائے' لیکن پھر بھی وہ اپنی بساط کے مطابق خدمت دین میں مصروف تھے۔ اس میں کوئی شک اور اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان عوام کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو اس بحرانی دور میں ان کی راہ نمائی کرے اور مختلف مذاہب خصوصی طور پر عیسائی پادریوں کے ان اعتراضات کا جوابات دے جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر کر رہے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ سے کچہری کی ملازمت چھوڑ کر جب واپس قادیان آیا تو اس نے مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ لینا شروع کیا۔ عیسائیت اور دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ چونکہ سیالکوٹ میں 15 روپے ماہوار کی ملازمت سے وہ نہایت پراگندہ حال اور یاس وقنوط کی حالت میں تھا اور باپ کی فوتیدگی کے بعد گھر میں بھی بھوک رقص کر رہی تھی۔ جب تک باپ زندہ رہا گھر پر مرزا صاحب کا صرف ایک ہی کام تھا اور وہ تھا مختلف کتابوں کا مطالعہ۔ چنانچہ خود لکھا:

''ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے ..... مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مصروف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرۃ والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا''۔

(کتاب البریہ صفحہ 163, 169' روحانی خزائن جلد 13 ص 181' 187)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد نے بھی لکھا ہے کہ

''والد صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے' اور ارد گرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص 199)

مرزا بشیر احمد نے ایک اور روایت جھنڈا سنگھ سے لی ہے کہ ایک مرتبہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 36)

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب اگر چہ اپنے کو رئیس قادیان لکھتے ہیں لیکن یہ ایسے ہی رئیس تھے جیسے کوئی زمیندار بغیر زمین کے ہو اور اپنے کو زمیندار لکھے۔ گھر میں بھوک ناچ رہی تھی۔ چنانچہ خود لکھا کہ ''تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آکر بالکل ختم ہو گیا''۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص 161) بقول مرزا صاحب والد نے مقدمات کی پیروی میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا جس کا انجام آخر ناکامی ہوا۔ چنانچہ باپ نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کر رہا تھا"۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص 169)۔ اسی فکر و غم اور قلاشی و ناداری کے ہاتھوں مجبور ہو کر باپ اس دنیا سے انتقال کر گیا۔ اس وقت مرزا غلام احمد کی عمر 34-35 سال تھی۔

باپ کی اس مفلسانہ اور قلاشی کی زندگی نے مرزا صاحب پر بڑا اثر کیا اور انہوں نے عصمم ارادہ کر لیا کہ اب مالدار آدمی بننا ہے۔ نوکری میں تو صرف پندرہ روپے ماہوار تنخواہ ملی تھی جو آٹھ آنے یومیہ بنتی تھی۔ اب انہوں نے اپنی ان دینی کتابوں کے مطالعہ سے روپیہ کمانے کی سعی پیہم کی اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے۔ ویسے بھی مرزا صاحب کے خاندان کو بڑا بننے کا ابتدا ہی سے بڑا شوق تھا۔ اسی بڑا بننے ہی کے شوق میں باپ اور بھائی اور باپ کے چچا زاد بھائی نے اپنی قوم سے غداری کر کے انگریزوں اور سکھوں کی مدد کی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص 41، ص 131) یہی بڑا بننے کا جذبہ تھا جس کی وجہ سے مرزا صاحب کا چچا زاد بھائی اور سمدھی (یعنی مرزا صاحب کے لڑکے سلطان احمد کا سسر) چوہڑوں کا پیر بن گیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 32)

مطالعہ کے دوران مرزا صاحب نے مختلف مذاہب پر کچھ نوٹ جمع کیے اور اعلان کیا کہ اس وقت غیر مذاہب کی جانب سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں، ان کا مدلل جواب اور اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل دیئے جائیں گے، مصنف کے پاس چونکہ طباعت کے لیے کوئی رقم نہیں، لہٰذا قیمت کتاب پیشگی ہوگی اور ایسی ضخیم کتاب کے مصارف ہزار ہا روپے ہو سکتے ہیں۔ (اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ دوم)

لوگ عیسائیوں، آریہ سماجیوں وغیرہ کے اسلام پر حملوں سے مضطرب تھے، پھر مرزا صاحب کے ان الفاظ نے لوگوں میں اعانت مالی کا ایک جوش پیدا کر دیا کہ

"واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیور کے باعث حقیقی اور واقعی جوش ہے اور جن کا بے بہا ایمان خرید و فروخت کے تنگ ظرف

میں سمانہیں سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاودان خریدنا چاہتے ہیں"۔

(اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ سوم ابتداء)

مختصر یہ کہ لوگوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر مرزا صاحب کی کتاب کی طباعت کے لیے مالی مدد کی۔ کئی لوگوں نے پانچ ہزار کئی لوگوں نے پانچ سو تک رقم یکمشت دی۔ چنانچہ کئی ہزار روپیہ اکٹھا ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ لاکھوں میں ہو لیکن چونکہ مرزا صاحب نے کوئی حساب بتایا نہیں لہذا کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اس کتاب کے بارہ میں مرزا صاحب نے بعض علماء کو بھی علمی مدد حاصل کرنے کے لیے خطوط لکھے اور مولوی چراغ علی وغیرہ نے اس بارہ میں کچھ علمی مواد بھی مرزا صاحب کو فراہم کیا۔ مرزا بشیر احمد کے بیان کے مطابق "گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا' مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اس کی اشاعت کی تجویز 1879ء سے شروع ہوئی اور آخری حصہ چہارم 1884ء میں شائع ہوا۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 86) کتاب کا نام رکھا گیا" البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ القرآن والنبوۃ المحمدیہ"۔ لیکن یہ عام طور پر اپنے مختصر نام "براہین احمدیہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

کتاب کی تالیف نے لوگوں کو ہر لحاظ سے مایوس کیا۔ کتاب کا اصل متن تو بہت کم تھا لیکن حاشیہ اور حاشیہ در حاشیہ اس سے کئی گناہ زیادہ۔ یہ چار حصے چھپ گئے حصہ پنجم کے چھپنے میں تیس سال تک التوا رہا۔ لیکن اس التواء کی توجیہ جو مرزا صاحب نے بیان کی وہ بھی عجیب وغریب ہے۔ لکھا

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھپنے میں تیس برس تک التوا رہا۔ یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں حکمت یہ تھی کہ اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں"۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 6)

اعلان کیا گیا تھا کہ کتاب براہین احمدیہ پچاس حصوں پر مشتمل ہوگی' لیکن چار حصوں کے بعد مکمل خاموشی نے لوگوں کے دلوں میں کئی شکوک وشبہات کو جنم دیا۔ اور لوگوں نے قیمت واپس لینے کے خطوط لکھے۔ آخر تیس سال کے طویل عرصہ کے بعد مرزا صاحب نے اس کا پانچواں حصہ طبع کیا تو اس کے دیباچہ میں لکھا۔

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا' مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے' اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا"۔ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 7)

براہین احمدیہ سے جہاں مرزا صاحب کا نام ہندوستان میں مشہور ہوا وہاں انہیں مالی طور پر بھی بہت فائدہ ہوا۔ لہٰذا اب اپنی کتابوں کی خرید و فروخت کے لیے اشتہار جاری کرنا ان کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب ان کی کتاب ازالہ اوہام طبع ہوئی تو انہوں نے پھر ایک اشتہار شائع کیا۔

"چونکہ طبع کتاب ازالہ اوہام میں معمول سے زیادہ مصارف ہو گئے ہیں اور مالک مطبع اور کاتب کا حساب بے باق کرنے کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے' لہٰذا بخدمت جمیع مخلص دوستوں سے التماس ہے کہ حتی الوسع اس کتاب کی خریداری سے بہت جلد مدد دیں۔ جو صاحب چند نسخے خرید سکتے ہیں وہ بجائے ایک اس قدر نسخے خرید لیں جس قدر ان کو خریدنے کی خداداد مقدرت حاصل ہے اور جگہ اخویم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے"۔

(اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 2 ص 73)

اسی قسم کے اشتہار فتح اسلام اور توضیح مرام کتابوں کے بھی دیئے۔ گویا اب مرزا صاحب مکمل کتب فروش ہو گئے اور کتابیں فروخت کر کے روپیہ بٹورنے لگے۔ یہ پہلا چسکا تھا مرزا غلام احمد کو مال کمانے کا پڑا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔

پہلا دور وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے 1880ء سے شروع کرتے ہیں جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس طرح مزید ترقی کرتے کرتے مسیح موعود کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد 1901ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں اور یہاں اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ ہی میں اپنے مختلف الہامات شائع کر کے اپنی نبوت کی بنیاد رکھ لی تھی۔

تصنیف وتالیف کے اس سلسلہ کے ساتھ ہی چلہ کشی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص 58)

انگریزوں کو پہلے ہی سے ایک ایسے شخص کی تلاش تھی۔ چنانچہ انہوں نے بھی مرزا صاحب کے ساتھ تعلقات استوار کیے اور اس کے اس منصوبہ کی ہر طریق سے آبیاری کی۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ پودا انگریز نے خود اپنے ہاتھوں سے لگایا اور آج تک اس کی پرورش کر رہے ہیں۔

اب مرزا صاحب کی زندگی میں مالی طور پر ایک انقلاب آ گیا۔ انگریزوں کے تعاون سے کارکنان اور کاسہ لیسان حکومت اس جماعت میں شامل ہونے شروع ہو گئے۔ جو شخص بھی اس جماعت میں داخل ہوتا اس پر مراحم خسروانہ کی بارش شروع ہو جاتی۔ اور مرزا صاحب کو انکم ٹیکس معاف کرانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔

ہوا یہ کہ 1898ء میں محکمہ انکم ٹیکس کو پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی آمدن انکم ٹیکس کے قابل ہو گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے مرزا صاحب کو نوٹس بھیجا۔ مرزا صاحب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے مسٹر ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے ہاں عذرداری داخل کر دی۔ انہوں نے منشی تاج الدین تحصیلدار پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور کو انکوائری کے لیے بھیجا۔ مرزا صاحب کو تحصیلدار کے سامنے بیان حلفی داخل کرنا پڑا جس کو اپنی کتاب میں بقلم خود نقل کیا ہے۔

۴- اس فرقہ (فرقہ قادیانیہ) میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔ (یہ رپورٹ 1898ء کی ہے جب کہ اس سے قبل مرزا صاحب اپنے ہاتھوں سے اپنی کتاب میں اپنے جان نثار مریدین کی تعداد آٹھ ہزار سے زیادہ بتا چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص 26، روحانی خزائن جلد 11 ص 31) اب ان دونوں میں ایک تو غلط ہے۔ اور یہ دونوں باتیں مدعی نبوت کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیان حلفی والی تعداد غلط ہے کیونکہ یہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے لکھی تھی۔ (ضرورۃ الامام ص 42-43)

2- دوسرے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین و باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ آمدنی تخمینا 82 روپے 10 آنے، زمین کی تخمینا 300 روپے سالانہ، باغ کی آمدنی 200 روپے، 400 روپے اور حد 5 سو روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے

علاوہ اس کو کسی قسم کی آمدنی نہیں۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا۔ ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپے کے ہوتی ہے اور وہ پانچ مدوں میں خرچ ہوتی ہے۔ (1) مہمان خانہ' (2) مسافر خانہ' یتیم بیوہ' (3) مدرسہ' (4) سالانہ و دیگر جلسہ جات' (5) خط و کتابت مذہبی' اور اس کی ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ (ملاحظہ ہو ضرورۃ الامام ص 45 ' روحانی خزائن جلد 13 ص 516)

یہاں بھی یہ بات ذہن میں رہے کہ اس سے دو سال قبل یعنی 1896ء میں مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ مندرجہ بالا پانچ مدات میں سے صرف لنگر خانہ کا خرچہ کم از کم چھ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ دیگر مدات اس کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی لکھا کہ مباہلہ کے روز سے آج تک 15 ہزار روپے کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپے ماہوار کا خرچہ ہوتا' اب اوسط خرچہ کبھی پانچ سو اور کبھی چھ سو ماہوار تک ہوتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص 2 ' روحانی خزائن جلد 11 ص 312)

اب ان دونوں آمدنیوں کا موازنہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے مرزا صاحب نے کتنا غلط اور جھوٹا بیان حلفی دیا؟

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے ٹیکس سے بچنے کے لیے ایک فراڈ اور کیا کہ 27 جون 1898ء کو ایک رجسٹری کے ذریعہ اپنی تمام زمین اپنی دوسری بیوی نصرۃ جہان کے پاس رہن (گروی) رکھ کر چار ہزار روپے کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول پا لیا اور میعاد رہن تیس سال رکھی۔ اور صاف الفاظ میں لکھا کہ اب تمام آمدنی میری زوجہ ثانیہ (نصرت جہاں) کی ہوگی۔ چنانچہ تحصیل دار نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ''مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گروی رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول پایا ہے۔ تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت گمان گذرتا ہے کہ وہ مالدار ہوگا''۔ (ضرورۃ الامام ص 46 ' روحانی خزائن جلد 13 ص 517)

ملاحظہ فرمائیے کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے مرزا صاحب نے جھوٹا بیان حلفی پیش کر کے اپنے کو کس قدر قلیل آمدنی والا ثابت کیا۔ اور پھر پہلی زوجہ مطلقہ (والدہ فضل احمد) کے حق

مہر سے بچنے کے لیے اپنی تمام جائیداد زوجہ ثانیہ نصرۃ جہان کے نام فرضی رہن رکھی گئی۔ اور لکھ کر دیا کہ مریدوں کی آمدن ان کے ذاتی اخراجات میں صرف نہیں ہوتی۔ لیکن کثیر العیال والا اولاد ہونے کے ساتھ رئیسانہ اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گذارنا' کئی کئی ملازم ملازمہ' نوکر چاکر رکھنا' سلسل البول اور دیگر بیماریوں میں دائمی طور پر مبتلا ہونا' یہ سب اخراجات اور مصارف کہاں سے پورے ہوتے تھے؟ کوئی قادیانی سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس سوال کا جواب دے سکتا ہے؟

مرزا صاحب نے مرزا بشیر الدین کی والدہ نصرۃ جہان سے 55 سال کی عمر میں شادی کی تھی۔ اس وقت نصرۃ جہاں کی عمر 18 سال تھی۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں بالکل نامرد تھا۔ چنانچہ کئی لوگوں نے ان کو اس شادی سے منع بھی کیا جن میں ایک مولانا محمد حسین بٹالوی بھی تھے' لیکن مرزا صاحب نے پھر بھی شادی کر لی۔ اب انہیں مشک وعنبر سے تیار کردہ یاقوتیوں اور لبوب کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ آئے روز لاہور سے مشک وعنبر جو کہ اس زمانہ میں بھی نہایت قیمتی مفردات شمار ہوتے تھے' منگواتے رہتے تھے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید نے ایک چھوٹا سا رسالہ ''خطوط امام بنام غلام،، کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ ان خطوط کو پڑھیے دو دو تولے کستوری انہوں نے منگوائی ہے۔ مفرح عنبری جو کہ ایک گراں قیمت مرکب ہے وہ بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے لیے 26 روپے کا خیمہ منگوایا کیونکہ وحی الٰہی کی بنا پر رہائشی مکان خطرناک ہو گیا تھا۔ ان سب چیزوں کو ذہن میں رکھ کر ایک تو ان کے انکم ٹیکس والے بیان حلفی کو ملاحظہ فرمائیں اور دوسرے یہ دیکھیں کہ سیالکوٹ کچہری میں 15 روپے ماہوار پر چار سال کام کرنے والا مرزا غلام احمد اپنی تصنیف و تالیف اور نبوت اور مسیحیت کے کاروبار میں اب کس قدر امیر ہو گیا تھا۔ لوگوں کو سادگی کا سبق دیا جاتا جب کہ خود اپنے گھر کے اندر عیش وعشرت اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی۔ اسی پر خواجہ کمال الدین اکثر معترض رہتے تھے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب ''قادیانیت'')

خلاصہ یہ کہ نبوت کا یہ تدریجی دعویٰ مرزا صاحب نے صرف اور صرف دنیا کی دولت اکٹھی کرنے کے لیے کیا تھا' وگرنہ وہ خود بھی سمجھتے تھے کہ نہ وہ مجدد ہیں' نہ محدث اور نہ مسیح و رسول۔ اس طریقہ سے انہوں نے خوب دولت اکٹھی کی، یہاں تک کہ آپ کے بعد آپ کے ایک لڑکے نے 1920ء میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی جائیداد بروئے بیعنامہ مورخہ 21

جون 1920 ء رجسٹری شدہ 5 جولائی 1920 ء از مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ و خاتون سردار بیگم بیوہ مرزا افضل بیگ ساکنان قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے خرید کی۔

خود مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص 211 پر لکھا کہ مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ اور سالہا سال سے ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ تین لاکھ آج کل کے تیس کروڑ کے برابر ہے۔ کیونکہ جب مرزا صاحب کی تعلقہ داری کی سالانہ آمدنی صرف 82 روپے ہوتی ہے اور ان کے وسیع و عریض مکان کا کرایہ دو روپے ماہوار ہے تو اس سے اس تین لاکھ روپے کی آج کل کی قیمت کا اندازہ لگالیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ حقیقۃ الوحی کے ص611 پر تو لکھ دیا کہ ''مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے'' لیکن چند صفحات پہلے یعنی صفحہ 242 پر لکھ دیا کہ ''اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کیے جاتے تو کئی کوٹھے ان سے بھر جاتے''۔ اسی کتاب کے صفحہ 240 پر کہ ''اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریبا تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے''۔

کس کا یقین کیجئے اور کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے دونوں خبر الگ الگ

غرض یہ سارا ڈھونگ کسب مال کے لیے تھا وہ وقتی طور پر انہیں حاصل ہو گیا اور آج مرزا طاہر لندن میں بیٹھ کر اپنی امت کی دولت پر عیاشی کر رہا ہے۔ انبیاء اس قسم کے نہیں ہوتے جیسے مرزا صاحب تھے۔ وہ عورتوں سے ٹانگیں نہیں دبواتے اور نہ ہی وہ اپنی اولاد کو اپنی دولت کا وارث بناتے ہیں۔ نہ ہی ان کی پیشگوئیاں غلط ہوتی ہیں' نہ ہی انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل پوری امت کے لیے واجب الاتباع ہوتا ہے۔ ان کی قبل از نبوۃ زندگی اور بعد از نبوۃ زندگی گناہوں سے معصوم ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ خود شرک عظیم میں مبتلا رہے ہوں اور پھر اسی شرک عظیم سے لوگوں کو منع کریں جیسا کہ مرزا صاحب خود تو ساری زندگی حیات مسیح اور نزول مسیح کے عقیدے کا دم بھرتے رہے' یہاں تک کہ ملہم اور مجدد بلکہ رسول کا لقب پانے کے بعد بھی بارہ سال تک اس عقیدے پر قائم رہے اور اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس کو قرآنی آیات سے ثابت بھی کیا لیکن پھر بارہ سال کے بعد اس عقیدہ کو شرک عظیم

اور سب سے بڑی گمراہی قرار دیا۔ چنانچہ ان کا بیٹا اور خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین لکھتا ہے کہ "حضرۃ اقدس نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر فرمایا اور بعد کی تحریروں میں لکھا کہ یہ ایک شرک ہے"۔ (حقیقۃ النبوۃ ص 53) اور خود مرزا صاحب نے الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں بھی اس کو "شرک عظیم" لکھا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 ص 660' 670)

قادیانیوں کی مت ماری گئی ہے جو انہوں نے ایسے آدمی کو مسیح اور نبی بنا لیا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "قادیانیت" جس میں تفصیل کے ساتھ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے)۔

خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا یہ فرقہ صرف اور صرف لوگوں سے مال بٹور کر امیر بننے کے لیے بنایا تھا' وگرنہ اسلام سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ سارا معاملہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریزوں کے درمیان تھا۔ انگریزوں کا مرزا صاحب سے اپنا مقصد تھا اور مرزا صاحب کا اپنا مقصد یعنی مال بنانا۔ انگریز اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو گیا اور مرزا صاحب اپنے مقصد میں۔

اس کتاب میں ہم نے مرزا صاحب کے ایک سو ایک جھوٹ اکٹھے کیے ہیں جو انہوں نے مختلف مواقع پر دولت دنیائے دوں اکٹھی کرنے کے لیے بولے اور پھر اپنی کتابوں میں لکھ دیئے۔

اس کتاب میں ہر بات ہم نے باحوالہ اور دلیل سے پیش کی ہے لہذا امید ہے کہ اگر قادیانی حضرات تعصب سے بالاتر ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان پر قادیانیت کی حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی اور پھر وہ ایک لمحہ بھی حلقہ قادیانیت میں رہنے کو پسند نہیں کریں گے۔ ہاں' جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

حال وارد فرانکفرٹ جرمنی

۸ اگست ۱۹۹۶ء

كذبات مرزا

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں اس قدر کذب بیانی کی اور جھوٹ بولا ہے کہ اگر ان کو اکٹھا کیا جائے تو ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ جھوٹ بولنا اگرچہ کفر نہیں ہے لیکن اگر ایک مدعی نبوت جھوٹ بولے تو یہ کفر سے کم بھی نہیں۔ ویسے قرآن حکیم میں ہے کہ

فمن اظلم ممن افترىٰ علىٰ الله كذباً اوقال اوحي الي ولم يوحي اليه شئي

یعنی جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ کچھ وحی نہیں کی گئی، اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔

مرزا صاحب کا اپنا بیان ہے کہ اس جگہ ظالم سے مراد کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۳)

اسی وجہ سے قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ

وكذالک من ادعى منهم انه يوحي اليه وان لم يدع النبوة فهولاء كلهم كفار مكذ بون النبي صلى الله عليه وسلم.

ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری طرف وحی نبوۃ ہوتی ہے اگرچہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ پس یہ سب کافر ہیں اور نبی کریم علیہ الصلواۃ والسلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ (شفاء قاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۷۱)

مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کے بارہ میں لکھا ہے کہ

ا۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۴ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۵۶، ۴۰۷)

۲۔ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶' روحانی خزائن جلد۲۲ص ۲۱۵)

۳۔ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ص ۲۸)

۴۔ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔ (شحنہ حق جلد۲ص ۶۰' روحانی خزائن جلد۲ص ۳۸۶)

۵۔ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ (چشمۂ معرفت ص۲۲۲' روحانی خزائن جلد۲۳ص ۲۳۱)

جھوٹ کے بارہ میں اتنا کچھ لکھنے کے باوجود بھی مرزا صاحب کی ذات خود ایک مجسم جھوٹ تھی کیونکہ انہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اوپر دی گئی آیت کے مطابق وہ کافر قرار پائے۔ علاوہ ازیں ایک عام انسان ہونے کی حیثیت سے بھی ان کا اس قدر جھوٹ بولنا ان کو نبی کیا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں کرتا۔ وہ خود فتویٰ دیتے ہیں کہ جھوٹ بولنے والا گوہ کھاتا ہے۔ مرتد ہے۔ کنجر اور ولد الزنا ہے' لیکن اگر وہ خود جھوٹ بولیں تو ان پر یہ تمام فتوے لاگو نہیں ہوتے؟۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اتنے جھوٹے ثابت ہونے کے بعد بھی ان کے مریدین پھر بھی انہیں مسیح موعود اور مہدی معہود تصور کرتے ہیں۔ اب انہیں احمق نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟۔

مرزا صاحب کے چند جھوٹ

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے ویسے تو سینکڑوں جھوٹ اپنی کتابوں میں بولے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک جھوٹ یہاں لکھے جاتے ہیں۔ کئی جھوٹ آپ کے اس قسم کے ہیں کہ ایک معاملہ میں دو باتیں کی ہیں اور دونوں آپس میں متضاد ہیں۔ ان میں ایک صحیح ہے اور دوسری غلط' کیونکہ دونوں تو کسی صورت صحیح نہیں ہوسکتیں۔ اور ایسا بھی ہے کہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں جیسے کہ کسی جگہ لکھا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر سرینگر' کشمیر میں ہے اور کہیں لکھا کہ ان کی قبر گلیل میں ہے' حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی جھوٹ ہیں۔ اور کسی جگہ تو صریحاً جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اور کہیں اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھا ہے جو کہ جھوٹ کے ساتھ افترا علیٰ اللہ والرسول بھی ہے۔ اب وہ چند جھوٹ ملاحظہ فرمائیں جو مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بولے ہیں۔

(۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر۳ ص ۹' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۹۴)

یہ مرزا صاحب کا صریحاً جھوٹ ہے۔ مولوی غلام دستگیر نے اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے کہیں یہ نہیں لکھا' لیکن مرزا صاحب نے نہایت دیدہ دلیری سے ان کے ذمہ

اپنے جھوٹ سے یہ اتہام لگا دیا۔

(۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔ (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق کے سوا کسی سے مرزا صاحب نے مباہلہ نہیں کیا اور وہ زندہ رہے اور مرزا صاحب ان کی آنکھوں کے سامنے برسوں پہلے مر گئے۔ صوفی صاحب نے مرزا صاحب سے مباہلہ کے پندرہ ماہ بعد ۱۳۱۲ھ میں اس کے اثر کا اشتہار دیا جس کی عبارت یوں ہے: ''کیوں مرزا جی! مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے؟ مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے نبی کے اس غلط دعویٰ کو سچ مان کر اب تک یہی دعویٰ کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب سچے تھے''۔

(۳)

احادیث نبویہ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا''

کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں آیا۔ یہ محض افتراء علی الرسول ہے۔ اور پھر وہ شخص جو پیدا ہوگا اور اپنے تئیں نبی و عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا وہ جھوٹا ہوگا؟ کیونکہ درحقیقت وہ ایسا نہ ہوگا بلکہ کہلائے گا۔

(۴)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳)

یہ بھی مرزا صاحب نے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کسی حدیث میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ انہوں نے اپنی طرف سے حدیث گھڑ کر افتراء علی الرسول کا گناہ کیا ہے۔

(۵)

۱۹۰۲ میں مرزا صاحب نے اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ میں لکھا: '' قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے

آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور میرے لیے آسمانوں نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی۔ اور کوئی نبی نہیں جو میرے لیے گواہی نہیں دے چکا''۔ (تحفۃ ولندوہ ص ۴)

مرزا صاحب کے یہ سارے دعوے محض غلط اور سفید جھوٹ ہیں۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ قرآن و حدیث نے مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے تو ہم اس بات کو نہایت صحیح اور سچا سمجھیں گے۔ وگرنہ یہ مرزا صاحب کے صریح جھوٹ ہیں۔

(۶)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۴۵' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۴۸)

یہ بھی صریحاً جھوٹ ہے۔ نہ کہیں قرآن حکیم میں' نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ کسی پہلی کتاب میں اس طاعون کا ذکر ہے۔ کتنی دیدہ دلیری ہے کہ مدعی نبوت ہو کر اتنا سفید جھوٹ! قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ میں کہیں بھی طاعون کو مہدی یا نزول مسیح کی علامت نہیں کہا گیا۔ ویسے طاعون کا آنا کوئی نئی بات نہیں۔ یہ ہمیشہ آتی رہی ہے۔ ابھی چند سال ہوئے۔ ہندوستان میں آئی تھی اور اس کا تمام بیرونی ملکوں سے رشتہ منقطع ہو گیا تھا۔ یہ جب آتی ہے تو شہر کے شہر صاف ہو جاتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں طاعون آئی جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے۔ تین دن میں ستر ہزار آدمی مرے۔

(ملاحظہ ہو بخاری جلد ۱ ص ۴۵۰' حاشیہ)

(۷)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج ہوں گے''۔ پھر ایک کتاب کے حوالے سے لکھا ہے اور وہ کتاب الاسرار ہے کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۰' براہین احمدیہ جلد ۱ ص ۳۲۴)

کسی حدیث کی کتاب میں اس مضمون کی صحیح حدیث نہیں ہے۔ یہ صریحاً جھوٹ ہے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ مہدی کدعہ میں پیدا ہوگا اور اس کے پاس اس کے ۳۱۳ اصحاب کے ناموں کی ایک کتاب ہوگی۔ جواہر الاسرار کوئی معتبر کتاب نہیں ہے۔ دوسرے کدعہ قادیان کا معرب نہیں ہے بلکہ یمن کی ایک بستی کا نام ہے، پنجاب کے قادیان کا نام نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا جتنا بڑا دعویٰ ہے اتنا ہی بڑا جھوٹ بولا ہے۔

(۸)

ایک اور کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ ''بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس کی ہے۔ اور آخری آدم (جو مثل آدم اول کے ہو گا) چھ ہزار کے آخر میں پیدا ہونے والا ہے''۔ ملخصاً (ازالہ اوہام) ص ۶۹۶، روحانی خزائن جلد۳ ص ۴۷۵)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ انہوں نے تو بہت سی احادیث کا لفظ استعمال کیا ہے، وہ اس بارہ میں ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ محض افتراء علی الرسول ہے۔

(۹)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ شیطان لعین نے عیسیٰ علیہ السلام کے قلب میں وسوسہ ڈالا تھا۔ ملخصاً۔ (یہ قصہ بائبل میں بھی مذکور ہے)

(ضرورۃ الامام ص ۱۵:۱۴، روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۴۸۶)

یہ بھی افتراء علی الرسول ہے۔ یہ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ مرزا صاحب نے خود ہی حدیث گھڑ لی ہے۔ جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ **لعنة الله علیٰ الکاذبین**۔

(۱۰)

ایسا ہی مرزا صاحب نے ایک اور حدیث گھڑی ہے کہ

کان فی الهند نبیاً اسود اللون اسمه کاهناً

یعنی ہندوستان میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کنھیا تھا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰، روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۸۳)

یہ بھی کوئی حدیث نہیں۔ یہ مرزا صاحب کا افتراء علی الرسول ہے۔

(۱۱)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں' اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا''۔

(شہادۃ الملہمین ص ۳۴)

ایسا ہی انجام آتھم صفحہ ۴۹' ۵۰ اور ۶۳ پر بھی لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں کہیں مرقوم نہیں کہ میں مفتری کو جلد ہلاک کرتا ہوں بلکہ اس کے برعکس ہے کہ ''جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ نجات اور فلاح نہیں پائیں گے ہاں دنیا میں انہیں نفع ہو تو ہو۔ علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مفتری کو ۲۳ سال تک مہلت مل سکتی ہے زیادہ نہیں۔

(ملاحظہ ہو اربعین نمبر ۴ ص ۶' ضمیمہ اربعین ۳/۴ ص ۲' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۳۵' ص ۴۰۸)

(۱۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ تفسیر ثنائی (تفسیر مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم) میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص تھا اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درائت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۳۴)

یہ بھی مرزا صاحب نے نہایت دلیری سے جھوٹ بولا ہے۔ تفسیر ثنائی میں ہرگز ہرگز ایسا لکھا ہوا نہیں ہے۔

(۱۳)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔ (ازالہ اوہام ۲۵۲' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۲۷)

یہ بھی ایک سفید جھوٹ ہے اور افتراء علی الرسول بھی۔ کسی حدیث صحیح میں نہیں آتا کہ تمام بنی آدم پر سو سال تک قیامت آجائے گی۔ ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''

(۱۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے:

وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم

اور انہوں نے (لوگوں نے) مجھے ہر قسم کی گالیاں دیں لیکن میں نے ان کے جواب میں بھی کوئی گالی نہیں دی۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۸' روحانی خزائن جلد ۱۹ص ۲۳۶)

یہ مرزا صاحب کا اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ شاید اس سے بڑا دنیا میں کسی نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ مرزا صاحب کو کسی نے کوئی گالی نہیں دی۔ زیادہ سے زیادہ علماء نے انہیں دجال یا کذاب اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور یہ گالی نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ ہر اس شخص کے لیے حدیث نبوی میں آئے ہیں جو آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو اتنی گالیاں دی ہیں کہ ان کو جمع کر کے لوگوں نے ضخیم کتابیں مرتب کی ہیں۔ اور گالیاں بھی اتنی گندی کہ ان کو لکھتے ہوئے خود قلم کو حیاء آتی ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ کنجریوں کی اولاد (یعنی حرامی) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷) جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیاں۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳)۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ (گالیوں کو سخت الفاظ کا نام دے دیا ہے۔ ظفر) جوابی طور پر ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۱۱)

(۱۵)

مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بارہ میں مسلمان علماء اور عوام کو اپنی کتاب میں بہت کوسا ہے۔ اور ان کو یہودی خصلت کہا ہے۔ پھر نتیجہ کے طور پر لکھا:

''پس اس حلیم و کریم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا''۔ (ازالہ اوہام ص ۷۲۸ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۹۰)

یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کیا کوئی قادیانی قرآن حکیم کی یہ آیت بتا سکتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ تمام قادیانیوں کو ہمارا یہ چیلنج ہے کہ مکہ اور مدینہ میں نازل شدہ قرآن میں سے یہ آیت نکال دیں' نہیں تو پھر سب بیک آواز پڑھیں **لعنة الله علی الکاذبین**

(۱۶)

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ عبداللہ آتھم کے بارہ میں میری پیشگوئی میں بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا' سو وہ مجھ سے پہلے مرگیا۔ (کشتی نوح ص ۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۶)

اس بیان میں بھی مرزا نے سفید جھوٹ بولا ہے' پیشگوئی یہ نہیں تھی بلکہ یہ تھی:

''اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے' وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا.......... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے' وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص ۱۸۸' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۲۹۲۔۲۹۳)

پھر اپنی کتاب کرامات الصادقین کے آخری صفحہ پر بھی مرزا صاحب نے بحث کے خاتمہ سے لے کر ۱۵ ماہ کی قید لگائی یعنی وہ پندرہ ماہ میں مرجائے گا۔

کشتی نوح کی اوپر دی گئی عبارت میں مرزا صاحب پندرہ ماہ کی موت کی قید تو ہضم کر گئے اور جھوٹ بول کر یہ لکھ دیا کہ ''جو شخص اپنے عقیدے کی رد سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ مجھ سے پہلے مرگیا''۔

اس عبارت سے ایک سطر اوپر یہ لکھا کہ ''پندرہ ماہ کے بعد مرا مگر مرگیا''۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ آپ بھی مر گئے۔ شرط پندرہ ماہ میں مرنے کی تھی۔ چنانچہ وہ نہ مرا اور آپ کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ اب آپ نے پندرہ ماہ کی قید اڑا کر دوسرا جھوٹ بولا۔ **لعنة الله علی الکاذبین**۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب ''قادیانیت''

(۱۷)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

’’جس کی لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا‘ جس نے میری نسبت اپنی کتب میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مارا جائے گا۔ اور میں نے بھی اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔ اب دیکھ لو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پرمیشر پر غالب آ گیا۔ میں زندہ موجود ہوں۔ اور یہ مر گیا‘‘۔ (نزول المسیح ص ۱۷۵‘ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۵۵۳)

اس میں بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا۔ اصل پیشگوئی کے وقت چھری کا لفظ نہیں تھا۔ چھری کا لفظ لیکھرام کے قتل کے بعد اضافہ کیا گیا۔ اصل پیشگوئی میں خارق عادت کے الفاظ تھے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ کو جو پیشگوئی کا اشتہار مرزا صاحب نے دیا تھا اس میں خارق عادت کے الفاظ تھے۔ چنانچہ لکھا:

’’اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لیے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں‘‘۔ (اشتہارات جلد ۱ ص ۳۷۳‘ آئینہ کمالات اسلام ص ۳ ضمیمہ)

اس پیشگوئی میں صاف طور پر ’’خارق عادت‘‘ کا لفظ ہے۔ چھری وغیرہ کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اور خارق عادت کی تعریف مرزا صاحب نے خود یہ کی ہے کہ خارق عادت وہ ہے جس کی دنیا میں نظیر نہ پائی جائے۔ (ملاحظہ ہو سرمۂ چشم آریہ ص ۱۷‘ حقیقۃ الوحی ص ۱۹۶ وغیرہ)

اب دیکھیں کہ یہ کس قدر جھوٹ اور بے ایمانی ہے کہ پیشگوئی میں تو نرالا اور خارق عادت کے الفاظ ہیں۔ اور وہ مر گیا چھری سے‘ تو اس کے مرنے کے بعد ’’چھری‘‘ کے لفظ کا پیشگوئی میں اضافہ کر دیا۔ چھری سے مرنا تو کوئی خارق عادت نہیں۔ چھری سے سینکڑوں

ہزاروں لوگ دنیا میں ہر روز مرتے ہیں۔ اب مرزا صاحب کس قدر عیاری اور چالاکی سے اپنی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہے ہیں۔ دنیا میں سارے لوگ آپ کے مریدین کی طرح احمق نہیں ہیں جو آپ کی ہر الٹی سیدھی بات کو سچا سمجھتے ہیں۔ کچھ صاحب عقل وفکر بھی اس دنیا میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں وہ آپ کے اس جھوٹ کو کیسے سچا سمجھ سکتے ہیں:

(۱۸)

مرزا صاحب نے نہ صرف اپنی پیشگوئیوں کی عبارتوں میں ہیر پھیر کیا بلکہ دوسرے اکابرامت کی عبارتوں میں بھی ہیر پھیر کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کی ایک مثال حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی ایک عبارت ہے۔ جس میں وہ محدث کے بارہ میں لکھتے ہیں:

واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم یسمی محدثاً

اور جس شخص کو کثرت کے ساتھ اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے وہ محدث کہلاتا ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد۲ ص ۹۹)

مرزا صاحب نے یہ عبارت اپنی کتاب تحفہ بغداد میں نقل کی ہے وہاں ''محدث'' کا لفظ نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تحفہ بغداد ص ۲۱ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۷ ص ۲۸) یہی محدث کا لفظ انہوں نے اپنی کتاب ازالہ ادہام ص ۹۱۵ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۶۰۰ پر بھی نقل کیا ہے۔ مرزا صاحب کے مرید خاص اور ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر پادری محمد علی قادیانی لاہوری نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام ص ۲۴۸ پر بھی محدث کا لفظ نقل کیا ہے لیکن مرزا صاحب نے جب دعویٰ نبوت کیا تو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مجدد صاحبؒ کی اس عبارت کو بطور دلیل پیش کیا مگر اب یہاں عبارت میں ہیر پھیر کیا اور بجائے محدث کے ''نبی'' کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا اور اس کی نسبت حضرت مجددؒ کی طرف کر دی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امر کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے''۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۴۰۶)

اس عبارت میں الفاظ’’اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے‘‘ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اضافہ کیے ہیں یہ بہت بڑا جھوٹ اور بے ایمانی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدین کو شرم آنی چاہیے کہ ان کا نبی اس قدر جھوٹ بولتا ہے بلکہ بہتان لگاتا ہے کہ ایک بات مجدد صاحب نے کہی نہیں اور ان کی طرف منسوب کر دی۔

یہ تو مجدد صاحب کے قول میں قطع و برید کی۔ مرزا صاحب نے احادیث رسول میں بھی قطع و برید کی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے سیدنا ابن عباسؓ سے ایک حدیث سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ ص ۱۴۶ پر نقل کیا ہے۔ یہ حدیث کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۸ میں بھی ہے۔ اس میں ایک لفظ ’’من السماء‘‘ ہے۔ حدیث نقل کرنے میں مرزا صاحب ’’من السماء‘‘ کا لفظ کھا گئے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑی بددیانتی ہے۔ اور یہ بددیانتی صرف مرزا صاحب جیسا شخص ہی کر سکتا ہے۔

(۱۹)

مرزا صاحب اپنے ایک اشتہار بعنوان’’عام مریدوں کے لیے ہدایت‘‘ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۷ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں‘‘۔

یہ بھی مرزا صاحب کا نہ صرف بہت بڑا جھوٹ بلکہ افترا علی الرسول ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں فرمایا۔

(۲۰)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔

(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۰ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۰)

یہ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ نہ کسی حدیث صحیحہ میں من جانب اللہ چالیس دن

کا وعدہ قطعی پورا ہونا مذکور ہے اور نہ تفسیر کبیر اور در منشور میں کسی جگہ ثابت ہے۔ حالانکہ تفسیر کبیر اور روح المعانی وغیرہ میں صاف طور پر مرقوم ہے کہ اگر ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا' اور ان پر عذاب کا آنا اور عذاب دیکھ کر ان کا ایمان لانا پھر عذاب کا ٹلنا اور مرتفع ہونا یہ سب قرآن حکیم سے ظاہر ہے۔

(۲۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفة اللہ المھدی**۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

(شہادۃ القرآن ص ۴۱' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۳۷)

پوری بخاری پڑھ جایئے' بخاری کے تمام نسخے کھنگال لیجئے آپ کو کہیں یہ حدیث نہیں ملے گی۔ لیکن مرزا صاحب کو دیکھئے کہ کس قدر ڈھٹائی سے جھوٹ بولا ہے کہ بخاری میں یہ حدیث ہے۔ پھر حدیث کی اہمیت بڑھانے کے لیے بخاری کی کس قدر تعریف اور مدح سرائی کی ہے' حالانکہ بخاری کی کئی حدیثوں کا انکار کیا ہے۔ اب اپنی خودغرضی کے لیے اس حدیث کی بخاری کی طرف نسبت کر ڈالی۔

قادیانی کہتے ہیں کہ فلاں امام نے فلاں حدیث بحوالہ بخاری لکھی حالانکہ وہ حدیث بخاری میں نہیں ہوتی' لہٰذا یہ بھی اسی طرح کی غلطی ہے۔ لیکن یہ کوئی جواب نہیں۔ امام مدعی نبوت نہیں ہیں۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ ''روح القدوس کی قدوسیت ہر وقت ہر دم ہر لحظہ بلا فصل ملہم (یعنی خود مرزا صاحب) کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳' حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۵ ص ۹۳)

(۲۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور

دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا"۔
(اربعین نمبر۳ ص ۱۷' روحانی خزائن جلد ۱۷ص ۴۱۳ حاشیہ)

صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور نہ ہی کسی اور کتاب میں ایسی کوئی روایت ہے جس میں مرزا صاحب کا ذکر ہو۔ مرزا صاحب کو اپنے بارے میں کچھ زیادہ ہی غلط فہمی ہے۔ ہاں انگریزوں کی کتابوں میں مرزا صاحب اور ان کے باپ دادا کا ذکر ہے کیونکہ یہ ان کے خود کاشتہ پودا تھے۔

(۲۳)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف سے ہے اور میں حدیث رسول کی پیروی کرتا ہوں جو ہمیشہ حق و معرفت ہے اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی۔ اور اس اعتقاد پر زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہو گا۔ اور جو شخص شریعت محمدی میں ذرا برابر کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے' اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو"۔ (انجام آتھم ص ۱۴۴' روحانی خزائن جلد ۱۱ص ۱۴۴)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت بایں معنیٰ کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا' نزول عیسیٰ بن مریم' معراج جسمانی جہاد قیامت تک رہے گا وغیرہ یہ اجماعی عقائد نہیں ہیں؟ پھر مرزا صاحب نے ان تمام عقائد کا کیوں انکار کیا ہے؟ مرزا صاحب نے قریباً ۳۱ اجماعی اور قرآن و سنت سے ثابت شدہ عقائد کا انکار کیا ہے۔ البتہ ایک بات اس اقتباس میں انہوں نے سچی کہی ہے کہ" جو شخص شریعت محمدی میں ذرہ برابر کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" یہ کمی بیشی انہوں نے کی ہے۔ اور وہ اس لعنت کے مستحق ہوئے ہیں۔

(۲۴)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

"پر قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو رد کر دیا تھا اور اصلاح مخلوق میں تمام نبیوں سے ان کا گرا ہوا نمبر تھا"۔
(نصرۃ الحق ص ۳۸' روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۴۸)
تمام قادیانی مل کر قرآن کی وہ آیت نکال دیں جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اصلاح اخلاق میں ان کا تمام نبیوں سے گرا ہوا نمبر تھا۔نہیں تو پھر مل کر پڑھیں لعنة الله على الكاذبين.

(۲۵)

مرزا صاحب خدا کی ناراضگی برداشت کر سکتے تھے اور کی بھی' لیکن انگریز کی ناراضگی ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کو ایک مرتبہ الہام ہوا

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعفِ و اختلال

اس الہام کو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں چھاپ دیا۔ اب مرزا صاحب پریشان ہو گئے۔فوراً ایک رسالہ "کشف الغطاء" کے نام سے لکھ مارا جس میں اپنے بارہ میں اور باتوں کے علاوہ اس الہام کے بارہ میں لکھا:

"دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین (بٹالوی) نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے۔ میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا"۔
(کشف الغطاء ص ۴۰' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۲۱۶)

مرزا صاحب کا یہ ایک قابل شرم جھوٹ ہے۔آپ کو یہ الہام ہوا اور آپ کے اس الہام کو آپ کے منجھلے لڑکے بشیر احمد نے اپنی کتاب سیرۃ المھدی جلد ا ص ۵۷ پر شائع کیا ہے۔ پھر اس پر بحث کی ہے کہ یہ ہشت سال (آٹھ سال) کہاں سے شروع کرنے ہیں۔ آخر میں لکھا کہ

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی معیاد شمار کی جائے کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لیے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔اس طرح جنگ عظیم کی ابتداء

اورہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔"

(سیرۃ المہدی جلد ا ص ۷۶)

اس الہام کے بارہ میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے بھی لکھا ہے کہ "کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی ۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں آثار ضعف واختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے...... چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰)

مرزا صاحب کے دونوں بیٹے تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں یہ الہام ہوا لیکن وہ اس ڈر سے کہ کہیں انگریز ناراض نہ ہو جائے جھوٹ بول کر اس الہام ہی کا انکار کرتے ہیں۔ واہ رے انگریزی نبی!

(۲۶)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔

(اربعین نمبر ا ص ۲، روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۴۴)

اس اقتباس میں مرزا صاحب نے کئی جھوٹ بولے۔ اگر انہیں انسانوں سے ہمدردی ہوتی تو وہ ان کی ہلاکت کے لیے بقول اپنے طاعون کی کبھی دعا نہ کرتے۔ چنانچہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ "میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۵) کبھی والدہ مہربان بھی اپنے بچوں کے لیے ایسی تباہی کی دعا مانگتی ہے جس سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بن جائیں۔ پھر اس پر یہ دعویٰ ہے کہ

"ومارسلناک الا رحمة للعلمین" کہ میں سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ۸۵)

کیا کبھی اصلی رحمتہ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کی ہلاکت کے لیے ایسی بددعائیں مانگی تھیں؟

پھر یہ کہنا کہ جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔ اس میں بھی ہر بات میں آپ نے جھوٹ بولا ہے۔ جھوٹ تو سینکڑوں کی تعداد میں نہ صرف بولے بلکہ کتابوں میں لکھ دیئے جن میں یہ چھبیسواں جھوٹ تو میں آپ کا لکھ رہا ہوں اور ابھی کئی باقی ہیں۔ جہاں تک شرک کا تعلق ہے، ۵۲ سال تک آپ خود "شرک عظیم" میں مبتلا رہے کیونکہ عقیدہ نزل مسیح "آپ کے نزدیک" شرک عظیم ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۶۰) باقی رہا ظلم تو شرک بذات خود ایک بہت بڑا ظلم ہے۔"ان الشرک لظلم عظیم" (بے شک شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے) پھر انگریز جیسی ظالم قوم کو مسلمانوں اور دیگر ہندوستانیوں پر مسلط رکھنے کی کوششیں کرنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ بدعملی کی حالت یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں اور پاؤں دبوانا۔ (ملاحظہ ہو سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۲۷۳، الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸) اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف روزوں کی قضا نہ کرنا۔ (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۶۵، ۶۶) زندگی میں کبھی اعتکاف نہ بیٹھنا (سیرۃ المہدی ص ۶۸) آپ کے امام کا نماز باجماعت میں تیسری رکعت میں رکوع کے بعد آپ کی فارسی نظم پڑھنا اور آپ کا بھی اس نماز میں موجود ہونا اور امام کو نہ ٹوکنا اور نماز کو نہ دہرانا، کیا یہ سب بدعملی کے افعال نہیں ہیں (سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۱۳۸) محمدی بیگم کے معاملہ میں اس کے ماموں مرزا امام الدین کو رشوت کی پیشکش کرنا (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۱۹۳) سود کا حرام روپیہ دینی کاموں میں خرچ کرنا (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۱۱۲) اگر یہ بدعملی اور بے دینی کے کام نہیں تو پھر اور کون سے کام بدعملی کے ہیں؟

اس سے بڑھ کر اور ناانصافی کیا ہوگی کہ جب آپ نے پہلی بیوی حرمت بی بی المعروف "پھجے دی ماں" (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۳۳) کے ہوتے ہوئے ۵۵ سال کی عمر میں جب کہ آپ بالکل نامرد تھے، نصرۃ جہاں جس کی عمر ۱۸ سال تھی شادی کر لی اور پہلی بیوی سے مباشرت وغیرہ کے تمام تعلقات منقطع کر لیے اور پھر اسے طلاق بھی دے دی۔ اور اس کا

حق مہر بھی ادا نہ کیا' اور پھر اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کر دیا اور اپنی ساری جائیداد معمولی رقم کے عوض دوسری بیوی نصرۃ جہاں کے نام گروی کر دی تا کہ پہلی بیوی کو حق مہر ادا نہ کرنا پڑے اور اس کی اولاد جائیداد میں سے حصہ نہ لے لے' یہ سب بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ (تفصیل کے لیے دیکھئے احقر کی کتاب ''قادیانیت'')

باقی رہا بداخلاقی کا معاملہ' تو اس سے بڑی بداخلاقی کیا ہو گی کہ آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کو نبی نہیں مانتے ''کنجریوں کی اولاد'' کہا۔ اپنے مخالفین کو حرامی تک کہا۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کو تین شعروں میں گیارہ گالیاں دیں۔ آپ کی گالیوں پر ضخیم کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ یہ سب کچھ اگر بداخلاقی کے زمرے میں نہیں آتا تو کیا بداخلاقی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

(۲۷)

مرزا صاحب نے لکھا ہے

ان اللہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین او یحفظنی من سبل الشیاطین

بے شک اللہ تعالیٰ پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے غلطی پر نہیں چھوڑتا۔ اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے۔

(نور الحق' صفحہ آخر' روحانی خزائن جلد ۸ ص ۲۷۲)

یہ بھی مرزا صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے۔ غلطی اور خطاء تو معمولی چیز ہے آپ تو ۵۲ سال تک ''شرک عظیم'' میں مبتلا رہے۔ اور دعویٰ ہے کہ میں تو پلک جھپکنے تک بھی غلطی پر نہیں رہتا۔ اس کو دماغی خلل ہی کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(ملاحظہ ہو روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱۳' اعجاز احمدی ص ۷)

(۲۸)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا

نہیں۔ کسی کا جنایا ہوانہیں۔ (ست بچن ص ۱۴۰، روحانی خزائن جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے ایک تو جھوٹ بولا جو یہ ترجمہ کیا۔ اور دوسرا اپنی جہالت کا ثبوت دیا وہ یہ کہ اس آیت کا ترجمہ غلط کیا۔ **لم یلد** کا درست ترجمہ ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ قادیانی حضرات مرزا صاحب کی یہ غلطی درست کر لیں۔

(۲۹)

عبداللہ آتھم کے بارہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''پس اے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری نکلی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی''۔

(انوار الاسلام ص ۷، روحانی خزائن جلد ۷ ص ۷)

یہ بھی مرزا صاحب نے بالکل صریح جھوٹ بولا ہے بلکہ مرزا صاحب کی پیشگوئی نے اسلام کو ذلیل کروایا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ

''پھر کیا تھا، عیسائیوں کو اور بھی موقع ہاتھ لگا۔ پس انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا۔ اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے''۔

(سراج منیر ص ۵۴، روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۴۵)

اگر عبداللہ آتھم کے ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی تھی تو پھر مرزا صاحب کو اور قادیانیوں کو خوش ہونا چاہیے تھے نہ کہ عبداللہ آتھم اور اس کے ساتھیوں کو۔

(۳۰)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ عبداللہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا۔

(کشتی نوح ص ۶، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۶)

یہ بھی مرزا صاحب نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ پیشگوئی کی بنیاد سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی توہین نہیں تھی بلکہ اس کے غلط عقائد تھے۔ چنانچہ ہم اس کی پیشگوئی کی عبارت یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

''تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عملاً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے' وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے''۔

(جنگ مقدس ص ۲۰۹' ۲۱۰' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۲۹۱' ۲۹۲)

چونکہ مرزا صاحب کی پیشگوئی بابت عبداللہ آتھم غلط ثابت ہوئی اس وجہ سے انہوں نے یہ جھوٹ بولا کہ اس نے ستر آدمیوں کے روبرو حضور علیہ السلام کی توہین سے رجوع کر لیا تھا۔

(۳۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال

اور مجھ کو مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳' روحانی خزائن' جلد ۱۸ ص ۵۵۔۵۶)

یہ مرزا صاحب کا سب سے بڑا جھوٹ ہے' کیونکہ زندہ کرنے اور مارنے کی صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ اسی وجہ سے سیدنا ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی یہی تعریف بتائی تھی کہ میرا رب وہ ہے جو موت اور حیات کا مالک ہے۔ مرزا صاحب کو اگر یہ دونوں صفات دی گئی ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اب انہوں نے درجہ نبوت سے درجہ الوہیت میں چھلانگ لگا دی ہے اور اب قادیانیوں کو انہیں نبی کے بجائے خدا ماننا چاہیے۔ لیکن مرزا صاحب خود ہی کہتے ہیں کہ

''اور صاف فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت و حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اس جگہ ظاہر ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت اور حیات کا ملک بنا دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اس کی عادت میں داخل ہوتا تو وہ بطور استثناء ایسے

لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا' اور ایسی اعلیٰ توحید کی ہمیں ہرگز تعلیم نہ دیتا''۔

پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۷۱ حاشیہ' روحانی خزائن' جلد ۳ ص ۲۶۰)

(۳۲)

مرزا صاحب نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ

''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے''۔

(چشمہ معرفت ص ۲۸۶' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۹۹' تجلیات الٰہیہ ص ۳۰' روحانی خزائن جلد ص ۴۱۴)

مرزا صاحب اور قادیانی یہ تو بتا دیں کہ یہ کس تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ لڑکے تھے؟ آپ کی تو کل اولاد گیارہ نہیں تھی۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ بھی ہے اور جہالت بھی۔ نبی جاہل نہیں ہوتا۔ وہ تمام دنیا سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔

(۳۳)

مرزا صاحب نے کہا ہے کہ

''دیکھو ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا''۔ (ملفوظات مرزا غلام جلد ۶ ص ۵۷)

یہ بھی مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے اور نہایت بودی قسم کی جہالت۔ قادیانیوں نے اتنے جاہل کو اپنا نبی بنایا ہے۔ جو دماغی خلل کی وجہ سے کبھی کہتا ہے کہ گیارہ بیٹے آپ کے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ ۱۲ بیٹیاں تھیں اور بیٹا کوئی نہ تھا۔ واقعی وہ مالیخولیا کا مریض تھا۔

(۳۴)

مرزا صاحب اپنی تاریخ دانی کے مزید جواہر ان الفاظ میں دکھاتے ہیں:

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ

پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند ماہ بعد وہ بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا' بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا"۔ (پیغام صلح ص ۲۸' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۶۵)

اس اقتباس میں بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا اور جہالت کا مظاہرہ بھی کیا۔ آپ کے والد آپؐ کی پیدائش سے قبل انتقال فرما گئے تھے اور جب آپؐ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو اس وقت آپؐ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ اور جہالت ہے جو یہ لکھ دیا کہ آپؐ کی پیدائش کے چند دن بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور چند ماہ بعد والدہ کا۔ قادیانیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کس پاگل اور جاہل سے تعلق قائم کیا ہے؟ یہ ہے تمہارا مسیح موعود اور مثیل محمدؐ (معاذ اللہ)

(۳۵)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے اپنا ایک الہام نقل کیا ہے کہ اللہ نے مجھے کہا:

واتانی مالم یوت احداً من العالمین

مجھ کو وہ کچھ دیا گیا ہے جو تمام جہانوں میں کسی کو نہیں دیا گیا

(استفتاء حقیقۃ الوحی ص ۸۷ ضمیمہ)

یہ بھی مرزا صاحب کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ محمدی بیگم تو ملی نہیں۔ اور ساری زندگی انگریزوں کی چوکھٹ پر ناک رگڑتے رہے۔ اگر اللہ نے کچھ دیا ہوتا تو انگریزوں کو اپنا آقا نہ سمجھتے اور ان کی اس قدر خوشامد نہ کرتے جیسا کہ اپنی کتاب کشف الغطاء وغیرہ میں کی ہے۔ لہٰذا یہ بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا۔ اگر واقعی یہ الہام ہوا ہے تو یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ سراسر شیطانی ہے۔

(۳۶)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ کہنا کہ وہ کتابیں (تورات وانجیل) محرف ومبدل ہیں' ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہ ہی کہے گا جو خود قرآن شریف سے بے خبر ہے"۔
(چشمہ معرفت ص ۷۵' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۸۳)

یہ بھی مرزا صاحب نے سراسر جھوٹ بولا ہے۔ خود قرآن حکیم میں ان کتابوں کے محرف اور مبدل ہونے کا ذکر ہے اور مرزا صاحب نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ کتابیں محرف ہو چکی ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں اور ذرہ برابر قابل اعتبار نہیں" (تریاق القلوب ص ۱۴' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۱۴۲) اپنی ایک اور کتاب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔" (تورات' انجیل اور زبور کے متعلق لکھا) وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اس میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے' وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں"۔ (چشمہ معرفت ص ۲۵۵' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۶۶)

(۴۷)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

"یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا"۔

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۵۳)

لیکن اپنی دوسری کتابوں میں یہ لکھا کہ

"بعد اس کے کہ مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا"۔ (کشتی نوح ص ۵۳' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۵۷)

پھر ایک اور کتاب میں لکھا کہ

"بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے"۔ (اتمام الحجہ ص ۱۸' روحانی خزائن جلد ۸ ص ۲۹۶)

اس اقتباس میں آگے بتایا کہ بلاد شام میں یہ قبر عیسیٰ "القدس" یعنی یروشلم میں ہے۔ اور یہیں ان کی والدہ سیدہ مریم کی بھی قبر ہے۔

یہ تین مختلف چیزیں اور تین مختلف نام سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر کے انہوں نے اپنی تین کتابوں میں ذکر کیے۔ کشمیر' گلیل اور یروشلم (القدس) اب ان میں کون سا درست مانا جائے؟ اصل میں یہ تینوں مرزا صاحب کے جھوٹ ہیں۔ یقین مرزا صاحب کو خود بھی نہیں کہ سیدنا مسیح کی قبر کہاں ہے کیونکہ ان کے اندر کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے کہ وہ تو زندہ ہیں اور ۵۲

سال تک تمہارا خود اپنا بھی یہ عقیدہ رہا کہ وہ زندہ ہیں' پھر تم صرف اپنی دنیا کمانے کے لیے ان کو مار رہے ہو اور کبھی کشمیر' کبھی گلیل اور کبھی یروشلم میں ان کی قبر بتا رہے ہو۔

صحیح بات مرزا صاحب کی وہی ہے جو انہوں نے سب سے پہلے اپنی سب سے پہلی کتاب میں کہی اور کذاب بھی کبھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله.

''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا''۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸' روحانی خزائن جلد ۱ ص ۵۹۳)

صحیح بات یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام اپنے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے اور وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لائیں گے۔ مرزا صاحب کو خود بھی اس کا ۵۲ سال تک اقرار رہا۔ بعد میں قرآن و حدیث کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی وحی کی وجہ سے انہوں نے اس عقیدہ میں تبدیلی کی۔ باقی قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس وقت وہ نبی اور رسول نہیں تھے یا انہوں نے اس وقت دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ تو ان کی یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی' کیونکہ نبی پیدائشی طور پر نبی ہوتا ہے اور اس کی قبل از نبوت زندگی بھی گناہوں سے یک قلم محفوظ ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ ''شرک عظیم'' میں مبتلا ہو۔ دوسرے مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ براہین احمدیہ میں بھی میرا نام رسول رکھا گیا۔ (ایام الصلح ص ۷۵' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۴۰۹) جب اس وقت بھی وہ رسول تھے تو پھر وہ بارہ سال تک ''شرک عظیم'' یعنی عقیدہ نزول مسیح میں کیوں مبتلا رہے؟

اصل بات یہ ہے کہ بات وہی صحیح ہے جو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھی باقی سب باتیں سفید جھوٹ ہیں۔ مرزا صاحب کو خود یقین نہیں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ اسی لیے کبھی کشمیر میں اور کبھی گلیل اور کبھی یروشلم میں لکھتے ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب عقیدۃ اهل الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام۔

(۳۸)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی عمر ہوئی تھی۔ تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹ میں بھی ایک سو بیس سال عمر لکھی۔ (راز حقیقت ص ۲ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۱۵۴)

اپنی ایک اور کتاب میں لکھا کہ ''آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے''۔

(تریاق القلوب ص ۴۰۷، روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۹۹)

اپنی ایک اور کتاب معیار المذاہب میں سیدنا عیسیٰؑ کی ۳۲ سال لکھی یعنی ۳۲ سال عمر پا کر انہوں نے انتقال کیا۔ (معیار المذاہب ص ۱۰، روحانی خزائن جلد ۹ ص ۴۶۸)

مرزا صاحب نے یہ تین جھوٹ بولے ہیں۔ ان تینوں میں سے ایک بھی صحیح بات نہیں ہے۔ ان کی تو ابھی وفات ہی نہیں ہوئی تو یہ ۱۲۰ یا ۱۲۵ یا ۳۲ سال عمر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۳۹)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں عربی زبان میں لکھا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ

''خدا کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور مسیح کے بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں لیکن میں نے اس کو تاویلاً مخفی رکھا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہا اور میں نے اس کے اظہار میں دس سال تک توقف کیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۵۱)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ نبی سب سے پہلے اپنی وحی پر خود ایمان لاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ''امن الرسول بما انزل علیہ من ربہ والمومنون'' مرزا صاحب جب خود ہی دس بارہ سال تک اپنی وحی پر ایمان نہیں لاتے اور توقف کرتے ہیں یہاں تک کہ موسلا دھار بارش کی طرح وحی نازل ہو کر آپ کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہے

تب کہیں جا کر آپ اپنے عقیدے یعنی ''شرک عظیم'' سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ نزول مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹) یہ دراصل مرزا صاحب کا ایک گندہ جھوٹ ہے کہ انہیں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہے۔

(۴۰)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے''۔

(ازالہ ادہام ص ۳۰۳ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۴)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک جھوٹ ہے کیونکہ قرآن حکیم کی رو سے تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے' پھر یہ ان کا باپ کہاں سے آ گیا؟ تمام امت کا عقیدہ ہے کہ سیدہ مریمؑ نے پوری زندگی نکاح نہیں کیا اور ان کے صرف ایک بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ لیکن مرزا صاحب ان کے کئی حقیقی بہن بھائی ثابت کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ ''مگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۰ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۲۶۲)

اس سے بھی پتہ چلا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مرزا صاحب کے قول کے مطابق والد موجود تھے اور وہ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوتے تھے لیکن پھر دوسری کتاب میں کسی ترنگ میں آ کر لکھ دیا کہ

ھو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا

(مواہب الرحمٰن ص ۷۲ و ص ۷۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۲۹۱' ۲۹۵)

اپنی کتاب چشمہ مسیحی ص ۵۸ پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بھائی یعقوب نامی بتایا ہے جو اپنے کو یہودی سمجھتا تھا۔

(۴۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن

میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لیے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی''۔ (اربعین نمبر۳ ص ۱۷' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۰۴)

مرزا صاحب نے یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔ قرآن حکیم کی کس آیت میں یہ پیشگوئی ہے اور کون سی حدیث میں اس کا تذکرہ ہے؟ ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ

کلما قلت قلت من امرہ

میں نے جو کچھ کہا اس کے امر اور حکم سے کہا۔ (مواہب الرحمٰن ص ۳)

اور دوسری طرف خدا تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اتنا بڑا افترا اور بہتان۔ خود ہی کہتے ہیں کہ ''خدا پر جھوٹ بولنے سے کوئی گناہ بدتر نہیں''۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۹۵' تریاق القلوب صفحہ نمبر ۳)

قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ ان کا نبی اللہ پر جھوٹ باندھنے سے بھی نہیں چوکتا ورنہ آیات بتائیں جن میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔ اور وہ احادیث بھی اور ان کتابوں کا نام بھی جن میں وہ احادیث ہیں۔

(۴۲)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے

''مسیح موعود کے آنے کے لیے قرآن شریف بلند آواز سے وعدہ فرما رہا ہے۔ سورہ فاتحہ کی یہ دعا کہ خدا سے دعا کرو کہ خدا تمہیں اس وقت کے فتنہ سے بچائے جب کہ خدا کے مسیح موعود کی تکفیر اور تکذیب ہوگی اور زمین پر عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔ صاف لفظوں میں اس موعود کی خبر دیتی ہے''۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۲۶۷ حاشیہ)

یہ بھی مرزا صاحب نے اللہ جل جلالہ پر افتراء اور اتہام لگایا ہے۔ سورہ فاتحہ میں کون سی وہ آیت ہے جس میں یہ دعا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ پر ایک بہت بڑا افتراء ہے۔

(۴۳)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۶۹ پر لکھا ہے کہ
''آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ ہے اگر میں ان (نشانات) کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں''۔
(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۷۰، ص ۱۶۸، ص ۵۰۳)

روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۱۶۸ پر لکھا کہ ''خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے''۔ پھر دو تین سطروں کے بعد لکھا ''اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہرایا ہے''۔ اب تین لاکھ سے نشان سینکڑوں میں آ گئے۔ پھر چند سطروں کے بعد لکھا ''اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے''۔ اب پھر وہ نشان سینکڑوں سے ہزاروں میں ہو گئے۔ کسی نے سچ کہا ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' جھوٹے شخص کا حافظہ نہیں ہوتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ پھر چشمہ معرفت کتاب میں جو حقیقۃ الوحی کے بعد لکھی گئی مرزا صاحب کے نشانات ایک لاکھ ہو گئے۔ اور تذکرۃ الشہادتین ص ۴۳ پر یہ نشانات ۱۰ لاکھ بن گئے حالانکہ یہ کتاب حقیقۃ الوحی سے پہلے لکھی گئی۔ اس سے اندازہ لگا لیں کہ اپنے نشانات کے بارہ میں مرزا صاحب نے کس قدر جھوٹ بولا ہے۔

(۴۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے مریدوں کی تعداد آٹھ ہزار سے زیادہ بتائی ہے۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۱۰) یہ تعداد ۱۸۹۶ کی ہے۔ اس کے دو سال بعد ۱۸۹۸ میں جب انکم ٹیکس والوں نے انہیں نوٹس دیا تو ایک بیان حلفی میں اپنے مریدوں کی تعداد ۳۱۸ بتائی۔ یعنی اگلے دو سال میں تعداد زیادہ ہونی چاہیے تھی لیکن یہ تعداد آٹھ ہزار سے کم ہو کر ۳۱۸ ہو گئی۔ اب دونوں میں ایک تو قطعی طور پر غلط ہے بلکہ دونوں کے غلط ہونے کا امکان ہے کیونکہ مرزا صاحب نے کبھی سچ بولا ہی نہیں۔
(ملاحظہ ہو ضرورۃ الامام ص ۳۵، روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۵۱۶)

(۴۵)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقتہ الوحی میں لکھا ہے کہ ''مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے' لیکن چند صفحات آگے یعنی صفحہ ۲۴۲ پر لکھا کہ'' اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا ہے''۔

یا تو یہ دونوں بیان جھوٹ ہیں یا پھر دونوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔ یہ فیصلہ قادیانی حضرات خود کرلیں۔

(۴۶)

مرزا صاحب نے اپنی کئی ایک کتابوں میں لکھا ہے کہ ''بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریمؑ کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے' لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پایا جاتا کہ ابن مریم کا نزول آسمان سے ہوگا''۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۷۷' روحانی خزائن جلد ص ۲۰۲)

مرزا صاحب نے ایک اور جگہ بھی یہ کہا کہ''احادیث میں مسیح موعود کے لیے'' نزول من السماء''نہیں لکھا'' نزول کا لفظ ہے اور یہ ظلی معنی رکھتا ہے۔(ملفوظات جلد ۴ ص ۱۱۷)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ کئی احادیث میں ''من السماء'' یعنی آسمان سے نزول ہوگا' کا لفظ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اپنی ایک کتاب میں انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے لکھا ہے:

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا''۔ (ازالہ اوہام ص ۸۱' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۲)

خود لکھا ہے کہ حدیث میں ''آسمان سے اتریں گے'' کا لفظ آتا ہے لیکن پھر دنیا کو دھوکا دینے کے لیے کہہ دیا کہ نہیں آتا

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ   کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(۴۷)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ

''قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا

وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے۔ یہ سراسر فضول باتیں ہیں''۔

(چشمہ معرفت حصہ دوم ص ا' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۱۱)

ساری دنیا کے قادیانی جمع ہو کر وہ آیت بتائیں جس میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی انگلی کے اشارہ سے چاند دوٹکڑے ہوا۔ یہ درست ہے کہ قرآن حکیم میں چاند کے پھٹنے کا ذکر ہے لیکن یہ کسی آیت میں نہیں کہ انگلی کے اشارہ سے پھٹا۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔

(۴۸)

مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''بعض احادیث اور کشوف اولیاء کرام وعلمائے عظام میں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معہود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا''۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۶' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۳۰)

یہ بھی مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے۔ کس حدیث میں ہے کہ مسیح موعو چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ پھر مرزا صاحب نے ''احادیث'' کا لفظ لکھ کر بتا دیا کہ کئی احادیث ہیں لیکن وہ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ صرف دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے لکھا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ میں لکھا ہے:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

اس سے چند سطور قبل قرآن حکیم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا کہ

''ایسا ہی قرآن شریف نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا''۔

(براہین احمدیہ ص ۱۱۸' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۸)

اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں لکھا کہ '' حدیث اور اقوال علماء سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا وقت چودھویں صدی کا سر ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۳۴' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۴۴)

قرآن حکیم کی کس آیت میں چودھویں صدی کا اشارہ ہے اور کن احادیث صحیحہ میں ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ اس کا ثبوت مرزا اور ان کی ذریت کے ذمہ ہے۔

ایسا ہی اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا کہ ''ایسا ہی اسلام کے تمام اولیاء کا اس پر اتفاق تھا کہ اس مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے تجاوز نہیں کرے گا''۔

(چشمہ معرفت ص ۳۱۸' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۳۳)

ایسا ہی ازالہ ادہام میں لکھا کہ ''مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے چودھویں کے سر پر ہوگا''۔

(ازالہ ادہام ص ۶۸۵' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۶۹)

پھر اپنی کتاب اربعین میں لکھا کہ ''اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگا دی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا''۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۳' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۷۱)

ازالہ ادہام میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ''ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ (ازالہ ادہام ص ۷۷' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۸۸)

''اپنی کتاب ایام الصلح میں لکھا کہ ''بموجب آثار صحیحہ کے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے''۔ (ایام الصلح ص ۸۸' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۳۲۵)

اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھا کہ ''چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے' قرآن سے اولیاء اللہ کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے' حاجت بیان نہیں''۔ (شہادۃ القرآن ص ۶۹' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۶۵)

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اس بات کو اور کئی جگہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ان اقتباسات کی رو سے یہ ثابت کرنے کی انہوں نے کوشش کی ہے کہ قرآن' احادیث صحیحہ' کشوف اولیاء اور تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ مسیح موعود تیرھویں صدی کے اختتام پر آئے گا۔ نہ قرآن میں یہ ہے' نہ احادیث نبویہ صحیحہ میں اس کو بیان کیا گیا ہے' نہ اکابر اولیاء کے متفقہ مکاشفات میں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ مسیح موعود تیرھویں صدی کے آخر میں آئے گا اور نہ چودھویں صدی کے شروع میں۔ یہ مرزا صاحب کے کھلم کھلا جھوٹ ہیں۔ اور یہ جھوٹ بڑی دیدہ دلیری سے بولے گئے ہیں۔ ان اقتباسات میں مرزا

صاحب نے ایک ''احادیث'' اور دوسرا اولیاء کرام کا ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں جمع کثرت ہیں اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے اس لیے کم ازکم دس احادیث اور دس اولیاء کرام جو معتمد ہوں' ان کے نام پیش کیے جائیں۔ کسی غیر معتمد آدمی کا قول قابل حجت نہیں۔

(۴۹)

مرزا صاحب نے امام بخاری کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا "بل ھوامامکم منکم" (بلکہ وہ تمہارا امام ہوگا جو تم میں سے ہوگا) اس حدیث سے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ آنے والا مسیح ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ اس امت کا فرد ہوگا یعنی غلام احمد بن چراغ بی بی ہوگا۔

(ازالہ اوہام ص ۴۴' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۲۴' ۱۲۵)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ صحیح بخاری میں ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں۔ یہ مرزا صاحب کا کمال ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے۔

بعض مرزائی کہتے ہیں کہ کئی محدثین نے بخاری کا حوالہ دے کر حدیث بیان کی ہے جب کہ وہ حدیث بخاری میں نہیں ہوتی۔ کسی امام کا حوالہ مرزا صاحب کے اس جھوٹ کے مقابلہ میں دینا قادیانیوں کی بہت بڑی زیادتی ہے۔ اول تو ایسا ہے نہیں۔ اور اگر کسی امام نے ایسا لکھا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس جو بخاری کا نسخہ ہو اس میں وہ حدیث ہو۔ اور اگر نہ بھی ہو تو محدث ایک عام انسان ہوتا ہے اس کو غلطی بھی لگ سکتی ہے۔ وہ معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا۔ لیکن قادیانی تو مرزا صاحب کو پیغمبر اور نبی مانتے ہیں اور پیغمبر خطاء سے معصوم ہوتا ہے۔ پھر مرزا صاحب کا تو یہ دعویٰ ہے کہ

''میں غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ خدا کی رحمت مجھے جلد تر حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے۔ میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے''۔

(اشتہار الانصار مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۱۵۵)

پھر ان کا یہ دعویٰ ہے کہ "وماینطق عن الھوی ان ھوالاوحی یوحی" (میں جو کچھ بولتا ہوں وہ اللہ کی وحی سے بولتا ہوں)۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۴۳' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص)

لہٰذا ایسے شخص کا ایک عام محدث سے قادیانی کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کیونکہ محدث نہ تو فرشتوں کی گود میں پرورش پاتا ہے اور نہ ہی وحی کی روشنی میں چلتا ہے۔

(۵۰)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''اور یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے''۔ (ست بچن ص ۱۷۲' روحانی خزائن جلد ۱۰ ص ۲۹۶)

اس اقتباس میں مرزا صاحب نے کئی جھوٹ بولے ہیں۔ نہ تو لوگ آپ کو شرابی کبابی سمجھتے تھے' نہ ان کا چال چلن خراب تھا' نہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور نہ انہوں نے کبھی شراب خوری کی تھی۔ یہ سارے الزامات ہیں جو مرزا صاحب نے جھوٹ بول کر سیدنا مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں۔ باقی رہا اپنے کو نیک نہ کہنا تو انبیاء علیہم السلام بعض دفعہ تواضع سے ایسا کہتے ہیں۔ چنانچہ خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعض دفعہ تواضع سے کام لیتے ہیں (لیکن مرزا صاحب کی طرح تواضع نہیں کرتے جیسا کہ انہوں نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھتے وقت تواضع کی ہے۔ یا وہ تواضع جو انہوں نے اپنے اس شعر میں کی ہے۔ظفر)

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

وہ ہمیشہ دائم الاستغفار رہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثالیں دیتے ہوئے سیدنا مسیح علیہ السلام کی بھی مثال دی ہے کہ

''جس کو عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے' کسی نے اس کو کہا کہ اے نیک استاد! تو اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں مگر خدا۔ یہی تمام اولیاء کا شعار رہا ہے۔ سب نے استغفار کو اپنا شعار قرار دیا ہے بجز شیطان کے''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۷' روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۲۷۱)

مرزا صاحب کی یہ عبارت ان کی اوپر والی عبارت کی صاف تردید کر رہی ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ ''خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے'' سیدنا مسیح علیہ السلام پر ایک اتہام اور نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ قرآن حکیم میں واضح طور پر لکھا ہے کہ لوگوں نے خود انہیں خدائی کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ ان کی ذات ان تمام چیزوں سے منزا اور پاک ہے۔

(۵۱)

مرزا صاحب سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟ جواب میں آپ نے کہا:

''اس کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نہیں آئے گا''۔ (ملفوظات جلد ۱۰ص ۲۸۱)

یہی بات مرزا صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۳۴۲ پر بھی کہی ہے کہ ''تشریعی نبوت کا تو ہم نے بارہا بیان کیا ہے کہ ہم نے ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں کیا''۔

اسی قسم کے الفاظ اور بھی اپنی کئی کتابوں میں مرزا صاحب نے کہے ہیں' اسی وجہ سے سادہ لوح قادیانی اکثر کہا کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی تو آسکتا ہے' تشریعی نہیں آسکتا۔ یہ بیچارے سچے ہیں کیونکہ جو قادیانی ہو جاتا ہے اس کی مت ماری جاتی ہے تبھی تو وہ قادیانی ہوتا ہے۔

اوپر کے اقتباسات میں مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ اول تو ہر نبی صاحب شریعت ہوتا ہے۔ یہ تشریعی اور غیر تشریعی کی اصطلاحات قادیانیوں کی وضع کردہ ہیں۔ کوئی نبی بغیر وحی کے نہیں ہوتا۔ ہر نبی کی طرف وحی آتی ہے یہ الگ بات ہے کہ جو اللہ کے اصلی نبی ہوتے ہیں' ان کی طرف جبریلؑ وحی لاتا ہے۔ اور جو جعلی نبی ہوتے ہیں ان کی طرف مٹھن لال' خیراتی' ٹیچی وغیرہ ناموں کے فرشتے وحی لاتے ہیں۔ اور جو وحی کسی نبی کی طرف آتی ہے وہی اس کی شریعت ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے:

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں' لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی سے اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں' ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا''۔

(تریاق القلوب ص ۱۳۰' روحانی خزائن جلد ۱۵ص ۴۳۲ حاشیہ)

مرزا صاحب نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہا ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

وہ تشریعی نبی تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے صریح الفاظ میں بھی صاحب شریعت نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا' وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی''۔

(اربعین نمبر۴ص ۶' روحانی خزائن جلد ۷ص ۴۳۵)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے یہ سفید جھوٹ بولا کہ وہ صاحب شریعت نبی نہیں ہیں۔ ان کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اکمل ہونے کا بھی' چنانچہ مرزا صاحب نے اپنے افضل اور اکمل ہونے کا اقرار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے۔ (قرآن میں کسی کا نام خاتم الخلفاء نہیں رکھا گیا۔ یہ بھی مرزا صاحب کا ایک جھوٹ ہے۔ ظفر) اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے۔ اور اسی طرح سے دونوں ناموں سے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں' وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آئے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آئے گا وہی سب سے پیچھے ہو گا' لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا''۔ (ملفوظات جلد ۱۰ص ۲۶۵)

(۵۲)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ ''خدا نے آدم کو چھٹے دن بروز جمعہ بوقت عصر پیدا کیا۔ توریت' قرآن اور احادیث سے یہی ثابت ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۹ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۲۱ص ۲۶۰)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ قرآن حکیم کی کسی آیت میں یہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور قرآن حکیم پر ایک افتراء ہے۔

(۵۳)

پھر اسی کتاب میں اسی صفحہ پر لکھا کہ ''اسی وجہ سے جیسا کہ آدم توام پیدا ہوا تھا' میری پیدائش بھی توام ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۹۹ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۲۶۰)

یہ بھی مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب تو توام پیدا ہوئے ہوں گے' سیدنا آدم علیہ السلام توام نہیں بلکہ اکیلے پیدا ہوئے تھے۔ پھر ان میں سے اللہ نے حوا کو پیدا کیا (وخلق منها زوجها) لہٰذا انہیں توام کہنا صریحاً جھوٹ ہے۔

(۵۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب سراج منیر میں لکھا ہے کہ

''آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں مہدی آخرالزمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اوائل حال میں اس کو بے دین اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اس سے سخت بغض رکھیں گے اور مذمت کے ساتھ اس کو یاد کریں گے۔ اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اس کو پکاریں گے اور یہ سب مولوی ہوں گے۔ اور اس دن مولویوں سے بدترین زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا۔ سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اس کی تائید کرے گا۔ اور اس کے لیے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے''۔

(سراج منیر ص ۸' روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۱۰)

یہ بھی صریحاً جھوٹ ہے آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں ایسا نہیں آیا۔ یہ مرزا صاحب نے اپنی امت کو تسلی دینے کے لیے لکھا ہے۔

(۵۵)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی

روحانیت کا پرتوہ ہوگا"۔ (ضرورۃ الامام ص۴' روحانی خزائن جلد۱۳ص ۴۷۵)

یہ بھی مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے' احادیث نبویہ میں ایسا ہرگز نہیں آیا کہ نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تو ہم بالغوں کی نبوت کے قائل نہیں اور اسی لیے آپ کو دجال اور کذاب کہتے ہیں بلکہ خود آپ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ اب آپ نے نابالغوں کے نبوت کرنے کا جھوٹا شوشہ بھی چھوڑ دیا۔

(۵۶)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

"سو یہ تمام اعتراضات جہالت او رنابینائی اور تعصب کی وجہ سے ہیں' نہ دیانت اورحق طلبی کی وجہ سے۔ جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں' کیا اگر ایک یا دو پیشگوئیاں اس کی جاہل اور بدفہم اور غبی کو سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ تمام پیشگوئیاں صحیح نہیں"۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱' روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۴۳)

یہ بھی مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کتاب ۱۹۰۳ء میں لکھی گئی تھی اوراس کے مطابق مرزا صاحب کے معجزات ۱۰لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ اسی کتاب کے ص ۳۴ پر حلفاً اپنے نشانات کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تحریر کی ہے۔ یعنی چند صفحات پہلے آٹھ لاکھ نشانات ختم ہو گئے۔ اس سے دو سطریں پہلے اب یہ نشانات دو لاکھ سے بھی کم ہو کر صد ہارہ گئے۔

اس کے تین سال بعد یہ تعداد بڑھتے بڑھتے تین لاکھ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہواخبار البدر قادیان مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۶ء' حقیقۃ الوحی ص ۴۶۔ ۶۸) نشانات کی اس ترقی معکوس کا حساب کیا جائے تو تین سال میں دس لاکھ سے تین لاکھ نشان باقی رہ گئے۔ اور سات لاکھ نشانات دریا برد ہو گئے۔ گویا سالانہ ۲,۳۳,۳۳۳ نشانات کی کمی ہوتی رہی۔ چونکہ اس سے پونے دو سال بعد مرزا صاحب کا انتقال ہو گیا لہٰذا اس ترقی معکوس سے تین لاکھ نشانات کی تعداد بھی جو ۱۹۰۶ء میں تھی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تاریخ انتقال مرزا صاحب تک ملیا میٹ ہو گئی اور مرزا صاحب جیسے خالی ہاتھ آئے تھے ویسے ہی خالی ہاتھ اور بے نشان عالم آخرت کو سدھار گئے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا صاحب کے نشانات دکھانے کا زمانہ کب شروع ہوا؟
مرزا صاحب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعثت کا زمانہ ۱۸۸۳ء ہے اس لیے یہ دس لاکھ نشانات ۱۹۰۳ء تک ظاہر ہوئے۔ گویا یہ مرزا صاحب کی ۲۰ سالہ نبوت کی کمائی ہے۔ اس حساب سے

ایک سال کے نشانات کی اوسط	۵۰ ہزار
ایک ماہ کے نشانات کی اوسط	۴۱۶۷
ایک دن کے نشانات کی اوسط	۱۳۹
ایک گھنٹہ کے نشانات کی اوسط	پونے چھ نشان

ہوتی ہے' بشرطیکہ دن رات کے ۲۴ گھنٹے' مہینے کے ۳۰ دن اور سال کے متواتر بارہ مہینے ان نشانات کا سلسلہ جاری رہے اور الہامی مشین بغیر کسی وقفے کے چلتی رہے۔ یہ بات دریافت طلب ہے کہ مرزا صاحب کا کوئی رجسٹر یا ڈائری تھی جس میں ان دس لاکھ نشانات کی تفصیل درج ہو؟ دس لاکھ نہ سہی تو ۱۹۰۶ء کے تین لاکھ ہی کا کوئی ثبوت ہو؟

اب مرزا صاحب کے چند سالوں کے نشانات (معجزات) ان کی کتابوں کے مطابق حسب ذیل ہیں:

۱۔	۱۸۹۱ء	میں	سینکڑوں میں۔
۲۔	۱۸۹۳ء	میں	تین ہزار سے کچھ زیادہ۔
۳۔	۱۸۹۹ء	میں	ایضاً یعنی کوئی اضافہ نہیں ہوا۔
۴۔	۱۹۰۰ء	میں	ایک سو سے زیادہ۔
۵۔	۱۹۰۱ء	میں	ایضاً کوئی اضافہ نہیں ہوا۔
۶۔	۱۹۰۲ء	میں	دس ہزار۔
۷۔	۱۹۰۳ء	میں	دس لاکھ' (پھر اسی کتاب صرف ۲ لاکھ)
۸۔	۱۹۰۵ء	میں	ہزارہا۔
۹۔	۱۹۰۶ء	میں	تین لاکھ۔
۱۰۔	اسی سال	میں	صدہا۔
۱۱۔	۱۹۰۷ء	میں	ایک لاکھ۔
۱۲۔	۱۹۰۸ء	میں	صدہا۔

۱۹۰۸ء میں صدہا کا مطلب ہے کہ ''مرزا جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے' یعنی ۱۰ لاکھ نشان ختم ہو کر صرف صدہا رہ گئے۔

(۵۷)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''دس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے' وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی''۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۷' روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۲۰۸)

یہ بھی مرزا صاحب کی کذب بیانی ہے۔ کن تمام نبیوں نے شہادت دی ہے کہ دس ہزار میں اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا؟ اللہ اور اس کے رسولوں پر بہتان طرازی کرتے ہوئے بھی انہیں خوف نہیں آتا۔

(۵۸)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی''۔

(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۴' روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۶)

اس عبارت میں بھی مرزا صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ نہ تو قرآن میں کوئی اس طاعون کے بارہ میں پیشگوئی ہے اور نہ تمام نبیوں نے کوئی خبر دی ہے۔ طاعون پیشگوئی کے مطابق تو نہیں آئی تھی لیکن بقول مرزا صاحب یہ تو آپ کی دعا کے نتیجہ میں تھی۔ چنانچہ خود لکھا ہے کہ ''میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے۔ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی ہے''۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۵)

(۵۹)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث میں بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے وقت جہاد کا حکم منسوخ کر دیا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی صفات میں لکھا ہے کہ یضع الحرب''۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۸' روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۴۰۰)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد منسوخ نہیں ہو گا۔ اور یضع الحرب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مرزا صاحب نے بیان کیا ہے' بلکہ یہ

ہے کہ چونکہ پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا لہٰذا جہاد کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

(٦٠)

مرزا صاحب کا ایک مرید میر عباس علی قادیانی تھا۔ یہ لدھیانہ کا رہنے والا تھا۔ کسی زمانہ میں وہ مرزا صاحب کا مرید خاص تھا۔ دل و جان سے ان پر نثار تھا۔ مرزا صاحب نے اس کے بارہ میں لکھا ہے کہ ''ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا۔ ''**اصلہ ثابت و فرعہ فی السماء**'' (اس کی جڑ نہایت مضبوط اور اس کی شاخیں آسمان تک چلی گئی ہیں۔)

(ازالہ اوہام ۷۹۰، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۵۲۸)

مرزا صاحب نے کذب بیانی سے کام لیا ہے کہ ان کو میر عباس کے بارہ میں الہام ہوا ہے۔ اور اگر واقعی الہام ہوا تھا تو پھر وہ شیطانی الہام تھا رحمانی الہام نہیں تھا کیونکہ رحمانی الہام کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ اگر الہام صحیح ہوتا تو وہ کبھی بھی مرزا صاحب کو نہ چھوڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر نازل ہوئی اور وہ مرزا صاحب کے دین کو چھوڑ کر مشرف با سلام ہوگیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اس کے مسلمان ہونے پر لکھا ''وہ مرتد ہوگیا...... اس کا انجام بد ہوا...... جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا''۔

(نزول المسیح ص ۲۴۰، روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ٦١٨)

(٦١)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''عرصہ بیس یا اکیس برس کا گزر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے۔ چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں (۱) محمود احمد (خلیفہ قادیان) (۲) بشیر احمد (۳) شریف احمد (۴) مبارک احمد۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۸، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۲۸)

یہ بات قطعاً جھوٹ ہے۔ کسی اشتہار میں عمر پانے والے چار لڑکے ظاہر نہیں کیے گئے، البتہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کے اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی میں یہ لکھا تھا کہ ''وہ تین کو

چار کرے گا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۱۰۱) عمر پانے یا نہ پانے کا چار لڑکوں کے بارہ میں کوئی ذکر نہیں۔ ہاں مصلح موعود کے متعلق بعض تحریرات میں لکھا ہے کہ وہ "عمر پانے والا لڑکا ہے"۔ (ملاحظہ ہو تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵) اور یہ لڑکا مرزا صاحب نے مبارک احمد بتایا تھا جو قریباً نو سال زندہ رہ کر مر گیا اور مرزا صاحب کی اس کی عمر کے بارہ میں پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی اور مبارک احمد عمر نہ پا سکا۔ اور مرزا صاحب اس کے غم میں سینہ کوبی کرتے رہ گئے۔ لوگوں نے بڑی ملامت اور لعنت کی۔ مختلف گوشوں سے اعتراضات کی بارش ہوئی' لہٰذا آپ نے پھر الہامات گھڑنے شروع کر دیے تا کہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ آخر ۱۲ ستمبر ۱۹۰۷ء کو مریدوں کو ایک الہام سنایا کہ میں آپ کو ایک پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحیٰی ہے۔ (البشریٰ جلد ۲ ص ۱۳۶) لیکن شومی قسمت' اس کے بعد مرزا صاحب کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ قبل ازیں مئی ۱۹۰۴ء میں جب مرزا صاحب کی بیوی نصرۃ جہاں امید سے تھی تو اس وقت بھی آپ نے ایک شوخ و شنگ لڑکے کی خوشخبری دی تھی لیکن اس الہام کے ایک ماہ بعد یعنی ۲۴ جون ۱۹۰۴ء کو مرزا صاحب کی پیشگوئی کے بالکل برعکس ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہو گئی جس کا نام امتہ الحفیظ رکھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۸) اس کے بعد شوخ و شنگ لڑکا یا مبارک احمد کا قائم مقام پیدا کرنے کے لیے مرزا صاحب کی بیوی نصرۃ جہاں کے پاؤں کبھی بھاری نہ ہوئے۔ اور خود مرزا صاحب قبر کے اندھیرے گڑھے میں چلے گئے۔

(۶۲)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ ادہام میں لکھا ہے کہ

"بخاری و مسلم میں درج ہے کہ آنخضرت کی بیویوں سے پہلے وہ فوت ہو گی جس کے لمبے ہاتھ ہوں گے۔ انہوں نے (صحابہ کرامؓ نے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) زینبؓ کی وفات کے وقت یقین کر لیا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی حالانکہ یہ بات اجماعی طور پر تسلیم ہو چکی تھی کہ سودہؓ کے لمبے ہاتھ ہیں' وہی پہلے فوت ہو گی۔ آنخضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا۔ ثابت ہوا کہ اصل حقیقت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہ تھی"۔ (ملخص ازالہ ادہام ص ۳۴۴-۳۴۵' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۹۵-۴۹۶)

یہ حدیث نقل کرنے میں مرزا صاحب نے کئی جھوٹ بولے بلکہ اتہام لگائے۔ پہلا اور ڈبل جھوٹ تو مرزا صاحب نے یہ بولا کہ لمبے ہاتھوں کی پیشگوئی سن کر بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنا شروع کیے اور آپ یہ دیکھ کر خاموش رہے۔ یہ افتراء ہے' بہتان ہے' اتہام ہے' کذب بیانی ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ہرگز اس حدیث میں یہ نہیں لکھا۔

دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ سیدہ سودہ ام المومنینؓ کا پہلے وفات پانا اجماعی طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ حالانکہ سوائے چند ایک امہات المومنینؓ کسی کا یہ خیال نہ تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کا ایسا خیال بھی استنباطاً سمجھا جاتا ہے ورنہ اس بارے میں ان سے بھی کوئی شہادت لفظی موجود نہیں۔

تیسرا جھوٹ مرزا صاحب نے یہ بولا ہے کہ الفاظ حدیث "اطولکن یداً" کے معنی لمبے ہاتھ کیے ہیں حالانکہ "لمبے ہاتھ" تثنیہ یا جمع کے صیغوں میں بولا جاتا ہے' اور حدیث میں "یداً" کا لفظ آیا ہے جو مفرد اور واحد کا صیغہ ہے۔ اہل عرب بلکہ ساری دنیا کا محاورہ ہے کہ جب کسی انسان کے متعلق "لمبا ہاتھ" بولتے ہیں۔ (بشرطیکہ شخص مذکور واقعی لنجانہ ہو) تو اس سے سخاوت' کرم بخشی' حکومت' قبضہ تام اور غلبہ قدرت وغیرہ مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ پر خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ "دراصل لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی"۔ (ایام الصلح اردو ص ۴۴)

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ مرزا صاحب نے ترجمہ حدیث کرنے میں یہیں ٹھوکر کھائی ہے یا جان بوجھ کر ایسا کیا ہے کہ یہاں اَطول طَول (فتح طاء کے ساتھ) سے مشتق ہے جس کے معنی سخاوت وغیرہ کے ہیں' طُول طا کے ضمہ کے ساتھ سے نہیں جو لمبائی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مطلب یہی تھا کہ تم میں سے پہلے وہی فوت ہوگی جو زیادہ سخی ہے۔ چنانچہ جو آپؐ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ باقی رہا کہ بیویوں نے از خود لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ لیے تھے۔ یہ ان کا ذاتی خیال تھا جو وحی الٰہی نہیں تھا۔

(۶۳)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کی بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی''۔ (اربعین نمبر۴ ص۱۴، روحانی خزائن جلد ص)

مرزا صاحب کی یہ بات صریحاً جھوٹ ہے۔ کسی پیغمبر سے یہ خواہش ثابت نہیں۔ قادیانی اس کے لیے دلیل پیش کریں۔

(۶۴)

مرزا صاحب نے اپنی موت کے بارہ میں لکھا ہے کہ ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں'' (البشریٰ ص ۱۵۵)

مرزا صاحب نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے۔ انہیں تو یہ دونوں شہر دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوئے' بلکہ وہ لاہور برانڈرتھ روڈ پر مرے۔ اور ہیضہ سے مرے جیسا کہ ان کے سسر میر ناصر نواب نے اپنی کتاب ''حیات ناصر'' صفحہ۱۴ پر لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب ''قادیانیت''۔

(۶۵)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ میں لکھا ہے کہ

فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم يكثرون فى آخر الزمان وسموا دابة الارض. (حمامتہ البشریٰ ص۸۶، روحانی خزائن جلد۷ ص ۳۰۸)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء سوء کثرت سے ہوں گے اور ان کا نام دابتہ الارض ہے۔

گویا مرزا صاحب کے نزدیک دابتہ الارض سے مراد علماء سوء ہیں۔ لیکن دابتہ الارض سے مراد علماء سوء لینے کی نسبت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ یہ صریحاً جھوٹ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں دابتہ الارض سے مراد علماء سوء نہیں لیا۔ یہ اتہام ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صریح بہتان ہے۔ وگرنہ قادیانی وہ حدیث بتائیں۔ نہیں تو مان لیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے میرے پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے۔

(٦٦)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''ایام الصلح'' میں لکھا ہے کہ

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا، مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے،اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اس لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا ...... سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے''۔

(ایام الصلح ص ۱۴۷، روحانی خزائن جلد۱۴ ص ۳۹۴)

مرزا صاحب کا یہ صریح جھوٹ ہے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی تھی؟ یہ ان انبیاء پر صریح الزام ہے۔ قرآن و حدیث صحیحہ سے اس کو ثابت کیا جائے؟ ثابت کیا جائے کہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی یہودی عالم سے توریت پڑھی تھی؟ جب کہ قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں ہے **''ویعلمھم الکتاب الحکمۃ والتوراۃ والا نجیل''** یعنی وہ لوگوں کو کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور قیامت کے روز حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے **''واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل''** یعنی جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور تورات و انجیل سکھائی۔ ان کا معلم اور سکھانے والا تو خود اللہ تعالیٰ تھا نہ کہ یہودی عالم۔

اور مرزا صاحب نے جو اپنے بارہ میں لکھا کہ میرا بھی یہی حال ہے کہ میں نے بھی قرآن یا حدیث یا تفسیر کا کسی انسان سے ایک سبق نہیں پڑھا ہے' حالانکہ مرزا صاحب کے متعدد استاد تھے، لہٰذا انہوں نے صریح کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰)

قادیانی حضرات اس بارہ میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں ہے جو پڑھا

ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں۔ اور جو لکھا ہے کہ نہیں پڑھا اس سے مراد قرآن کے معارف و معانی ہیں' لیکن ان کی یہ تاویل متعدد وجوہ سے غلط ہے۔

ا۔ مرزا صاحب نے اپنے حال کو حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے حال سے تشبیہہ دی ہے۔ کیا حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ ان کا یہ تشبیہہ دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ و معانی کا فرق مراد نہیں لے رہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ کہ اس سے معارف و معانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ انہوں نے خود تین چیزیں بیان کیں۔۔ قرآن، حدیث اور تفسیر، معارف و معانی تو تفسیر میں ہوتے ہیں۔ یہ ان کا علیحدہ علیحدہ بیان کرنا یعنی ایک جگہ قرآن بولنا اور آگے تفسیر کا لفظ بولنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ظاہری الفاظ اور معارف و معانی دونوں کی نفی کر رہے ہیں کہ ان دونوں میں میرا کوئی استاد نہیں۔ اور یہی ان کی کذب بیانی ہے۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس عبارت میں تاویل کرنا کہ اس سے مراد معارف و معانی ہیں، درست نہیں ہے کیونکہ اس میں انہوں نے قسم اٹھائی ہے "میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں الخ" اور قسم میں خود ان کے اپنے بیان کردہ اصول کے مطابق ظاہری معنی مراد ہوتے ہیں' وہاں تاویل اور استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے:

والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فای فائدة كانت فی ذكر القسم.

(حمامتہ البشریٰ ص ۳۵' روحانی خزائن جلد ۷ ص ۲۲۱)

(۶۷)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ میں لکھا ہے کہ:

بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن

بلکہ کلیم اللہ یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن کی نص سے ثابت ہے۔

قادیانی حضرات قرآن کی وہ آیت بتائیں جس میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جو نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے' اس کو تو نہ مرزا صاحب مانتے ہیں اور نہ ان کے مرید' لیکن یہ

تو مرزا صاحب نے صاف لکھ دیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اس کو تو فوراً تسلیم کر لینا چاہیے بلکہ مرزا صاحب نے تو ان کی حیات پر ایمان لانے کو فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا:

وفرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین.

اور ہم پر فرض ہے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ (موسیٰ علیہ السلام) آسمانوں میں زندہ ہیں اور وہ فوت نہیں ہوئے۔ (نورالحق ص ۵۱' روحانی خزائن جلد ص)

(٦٨)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵' روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۱۵۹)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک صریح جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب تو اب قبر کی آغوش میں چلے گئے۔ تمام قادیانی مل کر وہ آیات بتائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اور وہ احادیث بتائیں جن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کتابوں کے نام بمعہ صفحات بتائیں) اور جن میں تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو پہلے مسیح سے افضل قرار دیا ہے؟ اور وہ کون کون سے کارنامے ہیں جن کی وجہ سے یہ مسیح افضل ہے؟ کیا اس مسیح کا یہی کارنامہ ہے کہ اس نے استعماری حکومت برطانیہ کے استحکام کے لیے کتابیں لکھیں اور دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ اصلی مسیح تو آ کر دنیا کو اسلام سے بھر دے گا ہر طرف اسلام کا دور دورہ ہوگا' اور اس جعلی مسیح نے آ کر دنیا کو کفر سے بھر دیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ ''تمام دنیا میں اسلام ہی ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی''۔ (چشمہ معرفت ۸۰) پھر یہ بھی کہا کہ ''غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے وحدت کی عبادت ہوگی''۔ (اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء) پھر مزید کہا گیا کہ ''میرا کام جس کے لیے میں اس

میدان میں کھڑا ہوا ہوں' یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں"۔ (اخبار البدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء) لیکن اس مسیح کے آنے کے بعد کیا عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا؟ ہرگز نہیں بلکہ عیسائیت ترقی کر رہی ہے۔ چنانچہ قادیانی اخبار نے لکھا کہ "عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے"۔ (اخبار پیغام صلح مورخہ ۶' مارچ ۱۹۲۸ء) جب عیسائیت ترقی کر رہی ہے اسلام کی وحدت قومی قائم نہیں ہوئی' مسیح کی پوجا زیادہ ہو رہی ہے۔ تو پھر دنیا بھر کے قادیانی مرزا صاحب کا یہ پیغام غور سے سن لیں:

"اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا۔ (یعنی عیسیٰ پرستی کا ستون نہ ٹوٹا اور تمام دنیا میں اسلام نہ پھیلا۔ ظفر) اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"۔ (بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)۔

(۲۹)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب خطبہ الہامیہ میں لکھا ہے کہ

ان الله خلق آدم وجعله سيداً وحاكماً و اميراً علىٰ كل ذى روح من الانس والجان' كما يفهم من آية اسجدوا لآدم ثم اذله الشيطان واخرجه من الجنان' وردالحكومته الىٰ هذا الثعبان' ومس آدم ذلة وخزى فى هذه الحرب و الهوان' وان الحرب سجال وللاتقياء مآل عندالرحمن' فخلق الله المسيح الموعود ليجعل الهزيمة علىٰ الشيطان' فى آخر الزمان وكان هو مكتوباً فى القرآن.

(حاشیہ متعلقہ خطبہ الہامیہ' روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۳۱۲)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور ہر ذی روح جن وانس پر سید' حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجدو الآدم سے مفہوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے ان کو جنت سے نکالا اور حکومت شیطان کے ہاتھ میں آئی اور آدم کو ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی۔ (کس قدر توہین آمیز کلمات ہیں۔ ظفر) مگر مآل اتقیاء کے لیے ہوتا ہے۔ پس اللہ نے آخر زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دینے کے لیے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو پیدا کیا اور یہ وعدہ الہی قرآن میں لکھا ہوا تھا"۔

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ انہوں نے شیطان کو ہزیمت اور شکست دی جبکہ اس سے قبل نہ تو آدم علیہ السلام اور نہ کوئی نبی شیطان کو شکست دے سکا۔ پھر یہ کہنا کہ یہ قرآن میں لکھا ہوا ہے' خود ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ کہاں قرآن میں یہ لکھا ہوا ہے؟

(۷۰)

مرزا صاحب نے سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کے بارہ میں لکھا ہے اور کس قدر دریدہ دہنی سے لکھا ہے کہ ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا''۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۶' روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۰)

مرزا صاحب نے یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے بلکہ قرآن حکیم کی تکذیب کی ہے کیونکہ قرآن حکیم نے کہا ہے:

واٰتینا عیسی بن مریم البینات یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بہت سے بین معجزے دیے۔

(۷۱)

مرزا صاحب نے سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کے بارہ میں لکھا ہے کہ ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے' ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا''۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۸۹)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام نے ایسی کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ وہ اللہ کے سچے نبی تھے اور نبی سے زیادہ سچا دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو نقص مرزا صاحب میں موجود تھا جیسے جھوٹ بولنا وغیرہ وہ انہوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات میں نکالنے کی جھوٹی کوشش کی تا کہ کوئی ان پر اعتراض نہ کر سکے۔ چنانچہ یہ مرزا صاحب کے جھوٹ ہی ہیں جن کو ان صفحات میں جمع کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو پھر یہ کیسے کہتے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

ان کی اپنی پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں لکھ دیا کہ ''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے''۔

(اعجاز احمدی ص ۱۴' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۲۱)

(۷۲)

سیدہ مریم صدیقہؓ کے بارہ میں مرزا صاحب نے یہودیوں والا جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے:

''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنی تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا...... مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح ص ۱۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۸)

یہ نہ صرف مرزا صاحب نے جھوٹ بولا بلکہ مریم بتول پر بہتان بھی لگایا۔ اور یہ بہتان وہی ہے جو یہودیوں نے سیدہ مریم پر لگایا تھا۔ ھذا بھتان عظیم کیونکہ اسی حاشیہ کشتی نوح ص ۱۶ پر لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے چار بھائی حقیقی اور دو بہنیں حقیقی تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حمل بھی یوسف نجار ہی کا تھا۔ (معاذ اللہ) اور یہ حمل کیسے ہو گیا؟ مرزا صاحب نے اس کو بھی اپنی ایک دوسری کتاب میں بیان کیا ہے کہ

''(افغانی) بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے' مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کے اپنے منسوبوں کی حد سے زیادہ ہوتی ہے حتی کے بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے''۔ (ایام الصلح ص ۶۶' حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۳۰۰)

(۷۳)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''اور مجھے بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**''. (اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱۳)

یہ کس نے بتایا؟ مٹھن لال نے' خیراتی نے' یا ٹیچی فرشتے نے' یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب جیسے آدمی کی خبر قرآن و حدیث میں۔ یہ آیت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اتری تھی جس کا مصداق مرزا صاحب نے اپنے کو بنا لیا۔ مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آدھے سے زیادہ قرآن کی آیات کے الہامات تو ان کو ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھا قرآن تو حضور علیہ الصلواۃ والسلام پر نازل ہوا اور آدھا مرزا غلام احمد قادیانی پر۔ آدھا تو میں نے بڑی احتیاط برتتے ہوئے لکھا' مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد کے مطابق تو پورا قرآن ہی مرزا صاحب پر دوبارہ اترا۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ

''چونکہ قرآن کو کسی نبی کے ذریعہ بیرونی دلائل کی ضرورت نہیں' اس لیے جب تک وہ دنیا میں موجود رہا کوئی نبی مبعوث نہ کیا گیا' لیکن جب قرآن حسب پیشگوئی مخبر صادق دنیا سے مفقود ہو گیا تب ضرورت پیش آئی کہ ایک نبی کو بھیج کر اس پر دوبارہ قرآن کریم اتارا جاوے تا قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ پورا ہو۔ اور یہ نبی کوئی اور نہیں ہے بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو بروزی رنگ میں دنیا میں آیا''۔ (گویا مرزا غلام احمد خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۵-۱۱۶)

جب پورا قرآن مرزا پر اترا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پورے قرآن کا مصداق اب مرزا صاحب ہیں۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ **تکاد السماء ان یتفطرن**. ایسے ہی اپنی ایک اور کتاب میں لکھا:

محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔
(ایک غلطی کا ازالہ ص۴' روحانی خزائن جلد ص ۲۰۷)

(۷۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ضرورۃ الامام میں لکھا ہے کہ
''سو ایسا ہی روحانی طور پر شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا۔ یسوع نے اس شیطانی الہام کو قبول نہ کیا...... بائیبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا ملخصا''۔
(ضرورۃ الامام ص ۱۷' روحانی خزائن جلد ۷ ۴۸۷ جلد۱۳)

اس اقتباس میں بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ مرزا صاحب نے سچ کہا ہے کہ
''جب انسان حیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے''۔
(اعجاز احمدی ص ۳' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۰۹)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے بھی حیاء چھوڑ دی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی متعدد کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ چار سو نبیوں کو شیطانی الہام ہوا تھا۔ نبی کو کبھی شیطانی الہام نہیں ہوتا۔ البتہ شیطانی نبی کو شیطانی الہام ہوتا ہے جیسا کہ آپ کو ہوتا ہے۔ نبی تو بہت بڑی چیز ہے۔ خود آپ نے ہی محدث کے بارہ میں لکھا ہے کہ
''امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے''۔
(توضیح مرام ص ۱۸' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۶۰)

مرزا محمود نے بھی اس بات کو بہت اچھالا ہے۔ لکھا ہے کہ
''حضرت (مرزا صاحب) نے بائبل کے چار سو نبیوں والے قصہ کو متعدد کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔ ضرورۃ الامام میں ان کے الہام کو شیطانی قرار دیا (ص ۱۷) اور ازالہ اوہام میں ان کے جھوٹے ہونے کا ذکر فرمایا ہے''۔
(اخبار الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ چار سو شخص نبی نہیں تھے بلکہ شیطان کے چیلے تھے۔ مرزا صاحب نے ان کو بائبل کے حوالے سے جو نبی کہا ہے وہ جھوٹ بولا ہے۔ خود بائبل کی رو سے بھی وہ نبی نہ تھے۔ آپ کی طرح نبی تھے یعنی جھوٹے نبی تھے۔ شاہ اسرائیل کے خوشامدی۔ وہی پرانے پاپی' گھنے باغ والے بت پرست' ایزبل کے مصاحب' اس کے خوان طعام کی ہڈیاں چھوڑنے والے انسان نما حیوان۔ (ملاحظہ ہو سلاطین اول باب ۱۶ آیت ۲۸ تا آخر)

(۷۵)

ریویو آف ریلیجنز' بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۳۴۰ پر مرزا صاحب کا قول یوں لکھا ہے کہ

''اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے توبہ کر چکے ہیں''۔

اس تحریر کے تین سال پانچ ماہ گیارہ دن بعد لکھتے ہیں:

''میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معاصی سے توبہ کی''۔

(تجلیات الٰہیہ ص ۳ مرقومہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء)

(۱۹۰۸ء میں بھی مرزا صاحب نے چار لاکھ تعداد بتائی گویا دو سال میں ترقی رک گئی)

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۷ تتمہ)

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کہ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مارچ ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ انسانوں نے بیعت کی یعنی مرزا صاحب متواتر ساڑھے تین سال صبح ۶ بجے سے شام ۶ بجے تک ہر روز لگاتار لوگوں سے بیعت ہی لیتے رہے تھے۔ جس کا حساب کچھ یوں ہے۔

ہر ماہ میں ۷۱۴۳ لوگ بیعت کرتے اور ہر دن میں ۲۳۸ اور ہر گھنٹہ میں ۱۹ اور ہر تین منٹ کے بعد دس شرائط بیعت سنا کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ لے کر ایک مرید پھانستے رہے۔ جب کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیوں کی تعداد ۵۵ ہزار ہے جس کا اندازہ مرزا محمود نے ۷۵ ہزار لگایا۔ (خطبہ مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۴ء۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں پاکستان میں ان کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار تھی۔

(ملاحظہ ہو فیصلہ وفاقی شرعی عدالت مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء)

اس اقتباس میں بھی مرزا صاحب نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ مرزا صاحب نے

سچ کہا ہے کہ ''جب انسان حیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے' کون اس کو روکتا ہے''۔
(اعجاز احمدی ص ۴' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۰۹)

(۷۶)

مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۶ پر اپنے مریدوں کی تعداد ۸ ہزار لکھی ہے۔ یہ تعداد ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء کو تھی۔ پھر ۷ ستمبر ۱۸۹۸ء کو منشی تاج الدین تحصیلدار پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے مقدمہ عذر داری انکم ٹیکس میں ایک بیان حلفی میں اپنے مریدان کی تعداد ۳۱۸ بتائی۔ (ضرورۃ الامام ص ۴۳) پھر مواہب الرحمٰن ص ۱۲۰' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۳۴۰ میں کہا کہ ۱۹۰۰ء سے پہلے تین سال یعنی ۱۸۹۷ء' ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء میں تعداد مریدین تین سو کے قریب تھی۔ پھر اگلے تین سال میں یعنی ۱۹۰۱ء' ۱۹۰۲ء' اور ۱۹۰۳ء میں تعداد مریدین ایک لاکھ ہوگئی۔ ۱۸۹۹ء میں تعداد ۱۰ ہزار تھی' جو کہ ۱۹۰۰ میں ۳۰ ہزار ہوگئی۔ (تبلیغ رسالت جلد ۹ ص ۹۰' تحفہ غزنویہ ص ۱۷' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۵۴۷) پھر کتاب تحفۃ الندوہ ص ۵ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۹۷ پر تعداد مریدین ایک لاکھ بتائی۔ ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو مواہب الرحمٰن چھپی۔ اس میں بھی تعداد ایک لاکھ لکھی۔ (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۰' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۳۴۰) عجیب تماشا یہ کہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء میں اخبار الحکم قادیان میں تعداد مریدین تین لاکھ بتائی گئی۔ گویا تین ماہ میں دو لاکھ تعداد بڑھ گئی۔ ۶ جولائی ۱۹۰۴ء کو مرزا صاحب نے اپنے بیان حلفی بابت مقدمہ یعقوب علی تراب' مالک اخبار الحکم بنام مولوی کرم الدین دبیر' مولوی فقیر محمد' مالک سراج الاخبار میں اپنے مریدین کی تعداد دو لاکھ بتائی۔ اب اگر یہ بیان درست ہے تو اس سے ایک سال قبل الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء میں تعداد مریدین تین لاکھ بتانا ایک بے نظیر جھوٹ ہے۔ جب عدالت کی طرف سے سوال کیا گیا کہ آپ کے پاس کوئی رجسٹر مریدین ہے تو مرزا صاحب نے جواب میں کہا کہ میرے پاس کوئی رجسٹر نہیں۔ گویا سب کچھ انکل پچو سے ہے۔ طرفہ یہ کہ رپورٹ مردم شماری ۱۹۰۱ء میں تعداد فرقہ احمدیہ کل ۱۳ سو درج ہے۔ (ملاحظہ ہو رپورٹ سرکاری ص ۱۴۳' پیراگراف ۳۹) گویا یہ سب تعداد مریدین بالکل جھوٹ تھی۔

پھر ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۳۴۰ پر مرزا صاحب کا قول یوں لکھا ہے کہ

''اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے توبہ کر چکے ہیں''۔
مرزا صاحب کے بیٹے بشیر احمد نے بھی مرزا صاحب کا قول یوں نقل کیا ہے کہ
''مرزا صاحب نے حلفاً کہا کہ ''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں''۔
(سیرۃ المہدی جلد اصل ۱۴۶)

ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۲ء کے تین سال پانچ ماہ گیارہ دن بعد مرزا صاحب لکھتے ہیں:
''میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معاصی سے توبہ کی''۔
(تجلیات الٰہیہ ص ۳ مرقومہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۹۰۷ اور ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کی تعداد چار لاکھ بتائی۔
(ملاحظہ ہو تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۱۷، پیغام صلح ص ۲۶، روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۵۵)

مرزا صاحب کی انہی ہمہ رنگی کی وجہ سے ''مذہب اور اخلاقیات کی انسائیکلوپیڈیا (Excyclopeadia of Religion and Ethics) کے مقالہ نگار نے جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۰ پر لکھا:

''یہ تحریک ۱۸۸۹ء میں اپنی ابتداء سے لگاتار بڑھتی رہی۔ ۱۸۹۶ء میں اپنے اراکین کی تعداد ۳۱۳ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۱ء کی سرکاری مردم شماری میں یو۔ پی میں ۱۱۱۳ نفوس اور بمبئی پریذیڈنسی میں ۱۱۰۸۷ نفوس (یہ صاف طور پر غلط ہے) شمار ہوئے۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب نے ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں کا دعویٰ کیا۔ اور اپنی موت سے قبل اپنے مریدین کی تعداد کا تخمینہ ۵ لاکھ لگایا۔ اس واضح مبالغہ کا موازنہ ۱۹۱۱ء میں پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ سے کیا جا سکتا ہے، یعنی ۱۸۶۹۵ احمدی''۔

انسائیکلوپیڈیا کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے موت سے قبل اپنے مریدوں کا تخمینہ ۵ لاکھ لگایا تھا۔ یہ ایک ایسا بڑا جھوٹ ہے جو موجودہ زمانہ میں شاید ہی کسی کان نے اتنا بڑا جھوٹ سنا ہوگا کہ ستمبر ۱۹۰۲ء سے لے کر مارچ ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ انسانوں نے بیعت کی یعنی مرزا صاحب متواتر ساڑھے تین سال صبح ۶ بجے سے شام ۶ بجے تک ہر روز لگاتار لوگوں سے بیعت ہی لیتے رہتے تھے جس کا حساب کچھ یوں ہے:
ہر ماہ میں ۷۱۴۳ آدمی بیعت کرتے اور ہر دن میں ۲۳۸ اور ہر گھنٹہ میں ۱۹ آدمی

اور ہر تین منٹ کے بعد دس شرائط بیعت سنا کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ لے کر ایک مرید پھانستے رہے۔

پھر ۱۹۰۶ء سے ۱۹۰۸ء تک مریدین کی تعداد وہی رہی۔ یعنی ان دو سالوں میں ایک شخص کا بھی اضافہ نہ ہوا کیونکہ حقیقۃ الوحی اور پیغام صلح کے اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مریدین کی ترقی کی گاڑی کو بریک لگ گیا۔ اور ان میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ لیکن یہ سارا جھوٹ کا پلندہ تھا اور اپنے مریدین کے ساتھ ایک گھناؤنا فراڈ۔ کہ ہماری ترقی کی گاڑی بہت تیز رفتار جا رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر مرزا طاہر ربوی ثم لندنی تک ہر ایک نے قادیانیوں کی تعداد میں ہمیشہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ مرزا غلام احمد جو ۱۹۰۲ء میں حلفاً ایک لاکھ اور اپنے عدالتی بیان مورخہ ۶ جولائی ۱۹۰۴ء میں حلفاً اپنے مریدین کی تعداد دو لاکھ بتاتے ہیں' لیکن جب ۱۹۳۱ء میں مردم شماری ہوئی تو ان کی تعداد صرف ۵۵ ہزار نکلی جس کا اندازہ مرزا بشیر الدین محمود نے ۷۵ ہزار لگایا تھا۔

(ملاحظہ ہو اخبار الفضل قادیان' مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۴ء)

فسوف تریٰ اذانکشف الغبار　　افرس تحت رجلک ام حمار

اخبار یونٹی کلکتہ نے اپنے ایک مضمون میں جو مرزا صاحب کے مرنے پر لکھا گیا' ان کے مریدین کی تعداد ۲۰ ہزار بتائی۔ (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۲۶۵)

پھر ۱۹۱۸ء کی مردم شماری میں پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد صرف ایک لاکھ تین ہزار تھی۔　　(ملاحظہ ہو فیصلہ وفاقی شرعی عدالت پاکستان' مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء)

اس سے زندہ فرمالیں کہ مرزا صاحب کذب بیانی اور جھوٹ بولنے میں کس قدر ماہر تھے۔ شاید مسٹر گوئبلز نے جھوٹ بولنا انہی سے سیکھا تھا۔ وہی سنت ان کی امت میں چلی آ رہی ہے۔ اور ان کا خلیفہ رابع مرزا طاہر بھی اپنے دادا کی سنت پر عمل کر کے ہر روز ایک نیا جھوٹ گھڑتا ہے۔ لیکن اسے یاد ہونا چاہیے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ تاریخ کے اوراق ان کے جھوٹوں کو اپنے سینہ میں محفوظ کر رہے ہیں۔

(۷۷)

سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا''۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷)

مرزا صاحب نے اپنی ایک اور کتاب میں ان لفظوں میں اس اعتراض کو بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کا زنا کار ہونا ایک وزنی اعتراض ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے جواب میں لکھا:

''ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے، اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے۔ اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں''۔

(نور القرآن جلد۲ ص۱۲)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی دادیاں اور نانیاں ایسی نہ تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ''انبیاء کا خاندان ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۱۷)

باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے انجیل کے حوالے سے ایسا لکھا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے گو انجیل کے حوالہ ہی سے ایسا کہا ہو، مگر خود ان کا اپنا مذہب بھی اس بارہ میں یہی ہے کیونکہ مرزا صاحب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا حریف اور رقیب سمجھتے ہیں لہٰذا وہ ہر وقت ان کی ذات میں کیڑے نکالتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے انہیں شرابی، جھوٹ بولنے والا، کھاؤ پیو اور خاندان کے لحاظ سے غیر مطہر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے بلکہ ایک مرتبہ تو ان کی ذات گرامی پر طنز کرتے ہوئے یہ لکھا:

''ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں''۔ (اخبار البدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء ص ۵)

(۷۸)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم میں لکھا ہے کہ

''عیسائیوں نے آپ (یسوع مسیح) کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ

آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا“۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶‘ ۷ حاشیہ)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام سے بے شمار معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ جس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے۔

قرآن تو ان کے معجزات کا اقرار کر رہا ہے اور مرزا صاحب انکار کر رہے ہیں گویا یہ معجزات مسیح کا انکار نہیں بلکہ قرآن حکیم کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام سے یہودیوں نے کئی معجزات دیکھے‘ مگر ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور انکار کرنے کے لیے ایک دوسرا پہلو لے لیا۔ (نصرۃ الحق ص ۴۲‘ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۴۲)

پھر اگلے صفحہ پر لکھا:

”اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا اور اب تک کہتے ہیں کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ صرف مکر وفریب تھا“۔ (نصرۃ الحق ص ۴۳‘ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۴۳)

یہودی یہاں تک عداوت اور ظلم پر اتر آئے کہ یہاں تک کہہ دیا:

”اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا‘ محض فریب اور مکر تھا“۔

(چشمہ مسیحی ص ۹‘ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۴۴)

ملاحظہ فرمائیں کہ نصرۃ الحق اور چشمہ مسیحی ص ۹ پر دونوں جگہ مرزا صاحب نے یہودیوں کا قول سیدنا مسیح کے معجزات کے بارہ میں یہی نقل کیا ہے کہ ”وہ محض فریب اور مکر تھا“۔ یہی لفظ مرزا صاحب نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارہ میں خود بھی استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھا کہ:

”اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا“۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶‘ ۷ حاشیہ)

اب یہودیوں اور مرزا صاحب کے مابین کیا فرق رہا ہے؟ یہودی بھی مرزا صاحب کے معجزات کو ”مکر وفریب“ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہی اور مرزا صاحب بھی ان کے لیے یہی مکر وفریب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(۷۹)

مرزا صاحب اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ

''اس کے لیے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا ہے اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا''۔(اعجاز احمدی ص ۷۱)

یہ بھی مرزا نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر نہیں ہوا تھا بلکہ چاند دو ٹکڑے ہوا تھا۔ یہی قرآن حکیم میں ہے اور یہی احادیث نبویہ میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود مرزا صاحب نے بھی اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے کہ

''صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا جادو ہے''۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۶۲)

ایک اور کتاب میں لکھا:

''قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ (یہ جھوٹ ہے۔ قرآن میں انگلی کے اشارہ کا کوئی ذکر نہیں۔ظفر) اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اس کے جواب میں یہ کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے۔ یہ سراسر فضول باتیں ہیں''۔

(چشمہ معرفت حصہ۲ ص ۴۱' روحانی خزائن جلد۲۳ ص ۴۱۱)

اب شق القمر کے معجزہ کو خسوف قمر کہنا اس کی عظمت کو کم کرنے کے مترادف ہے اور خود صاحب معجزہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

(۸۰)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا ہے:

''دیکھو' زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے ہیں۔ اور کروڑ ہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں''۔

(کشتی نوح ص ۳۷' روحانی خزائن جلد۱۹ ص ۴۱)

یہ مرزا صاحب کا کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ اگر ایسا ہو تو دو تین دن ہی میں پوری دنیا کے انسان مر جائیں اور صرف دو دو تین تین ماہ کے بچے باقی رہ جائیں اور اللہ کی اس زمین پر ایک متنفس بھی جیتا جاگتا اور چلتا پھرتا نظر نہ آئے۔

(۸۱)

مرزا صاحب اپنی کتاب اربعین میں لکھتے ہیں کہ

''میں نے آج تک چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کیے ہیں۔ وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں''۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۵' روحانی خزائن جلد ۱۷ص ۴۱۸)

یہ بھی مرزا صاحب نے ایک بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ وہ ساٹھ ہزار اشتہارات ہمیں بھی تو دکھائے جائیں؟ مرزا صاحب کے کل اشتہارات کی تعداد ۲۶۱ ہے جن کو مجموعہ اشتہارات کے نام سے تین جلدوں میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور قبل ازیں منشی قاسم علی قادیانی نے تبلیغ رسالت نامی کتاب میں انہیں جمع کیا تھا۔

(۸۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گذرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں''۔ (تریاق القلوب ص ۱۵' روحانی خزائن جلد ص)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب کی کل کتابیں اسی ۸۰ کے قریب ہیں۔ ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی کیونکہ کتابوں میں بعض دس بارہ صفحات کے رسالے بھی ہیں۔ لہٰذا پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ یہ انتہائی جھوٹ ہے۔

(۸۳)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''آخری زمانہ کے اکثر مولوی یہودی مولویوں سے مشابہت پیدا کرلیں گے' یاد نہیں رکھتے' بلکہ اس سے بڑھ کر بعض حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس قدر مشابہت پیدا

کریں گے کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کریں گے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۱۴' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۲۷۸

ایسی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے جس میں علماء کے بارہ میں ایسا آیا ہو۔ یہ مرزا صاحب کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے۔ اس کے جواب میں ہم مرزا صاحب کا ہی ایک شعر نقل کرتے ہیں۔

لعنت ہو مفتری پر خدا کی کتاب میں عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب :

(براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۲

(۸۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا کہ

"اس لیے خدا کے کلام نے یہ بھی وعدہ دیا کہ اس امت میں بھی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا۔ یہود سیرۃ پیدا ہوں گے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۳۵' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۰۲)

خدا کے کلام قرآن حکیم میں وہ کون سی آیت ہے جس میں یہ وعدہ ہے؟ مرزا صاحب خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ العیاذ باللہ۔

(۸۵)

مرزا صاحب نے اسی کتاب کے اسی صفحہ پر اللہ تعالیٰ پر ایک اور افتراء باندھا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بعض گروہ اس امت کے انبیاء نبی اسرائیل کے قدم پر چلیں گے اور بعض افراد اس امت کے ان یہودیوں کے قدم پر چلیں گے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا اور صلیب دینا چاہا تھا۔ جو مغضوب علیہم قرار پائیں گے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۵' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۰۲)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک سفید جھوٹ ہے۔ پوری سورہ فاتحہ پڑھ جائیے' آپ کو یہ آیت کہیں نہ ملے گی جس میں یہ کچھ مرقوم ہو جو مرزا صاحب نے کہا ہے۔ ویسے بھی سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ اس میں ایک مومن اپنے رب سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے سیدھا

راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔ اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اس امت کے بعض افراد یہودیوں کے قدم پر چلیں گے اور بعض انبیاء بنی اسرائیل کے نقش قدم پر گام زن ہوں گے۔

(۸۶)

ایک مرتبہ علامہ اقبالؒ نے لکھا تھا

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

یہ شعر کسی اور پر چسپاں ہو یا نہ ہو مرزا غلام احمد قادیانی پر یہ شعر پوری طرح چسپاں ہوتا ہے' کیونکہ مرزا صاحب نے اپنی مطلب برآری کے لیے قرآن حکیم کے معانی میں اس قدر کتر و بیونت کی ہے کہ ایک پڑھنے والا ''الامان والحفیظ'' پکار اٹھتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

''سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے۔ اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اس بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۹' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۶۱)

اپنے کو عیسیٰ ابن مریم ثابت کرنے کے لیے مرزا صاحب نے یہ بھی ایک بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ ایسی کوئی آیت سورہ تحریم میں نہیں ہے جس میں اس امت کے بعض افراد کا نام مریم رکھا گیا۔ قادیانی قیامت تک وہ آیت نہیں بتا سکیں گے۔

(۸۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ طیور کے بارہ میں لکھا ہے کہ:

''اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا''۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۷ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۶)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ قرآنی نصوص سے روز روشن کی طرح

ثابت ہے کہ وہ پرندے پرواز کرتے تھے۔ جس کا ذکر سورۃ المائدہ اور سورۃ آل عمران میں ہے۔

چنانچہ خود مرزا صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اور حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ٦٨' روحانی خزائن جلد ۵ ص ٦٨)

اس کے ساتھ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا کہ

''یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ''۔

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲٦۳)

اس سے قبل لکھا کہ ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا' نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا''۔ (ایضاً)

مرزا صاحب روح القدس کی تاثیر تالاب میں تو تسلیم کرتے ہیں (حالانکہ یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا اور نہ قرآن اور حدیث نے اس کو بیان کیا ہے) اور اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا اور اپنے لیے براہین احمدیہ جلد ۵ ص 95 اور حقیقۃ الوحی وغیرہ میں مرتبہ کن فیکون کا اعلان کیا ہے یعنی لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا:

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون.

اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی شی کا ارادہ کرے اور کن کہے تو وہ فوراً ہو جائے گی۔'' کیا یہ شرک نہیں ہے؟

پھر تالاب میں روح القدس کی تاثیر کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں تو قرآن میں ہے **وایدناہ بروح القدس**۔ پھر قرآن میں باذن اللہ بھی موجود ہے۔ یہ کیسے شرک ہوسکتا ہے؟

(۸۸)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ

''براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے: شاتان تذبحان و کل من علیها فان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مرے گا''۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں درج ہے الخ۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۶۲' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۷۴)

یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ براہین احمدیہ میں یہ کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ ایک گول مول الہام ہے جو موم کی ناک کی طرح ہر طرف پھیرا جا سکتا ہے۔ اس الہام کے سترہ سال بعد کہا کہ ان بکریوں سے مراد محمدی بیگم کا خاوند اور اس کے والد احمد بیگ ہے۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷' روحانی خزائن جلد ص ۳۴۱) مگر جب مرزا صاحب کی محمدی بیگم کے بارہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اور محمدی بیگم کا خاوند سلطان محمد نہ مرا تو پھر تذکرۃ الشہادتین ص ۷۲ و مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۵۰۲ میں لکھ دیا کہ اس سے مراد مولوی عبداللطیف اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اور اس گول مول الہام کو ایک پیشگوئی بنا کر اس پر منطبق کر دیا۔

(۸۹)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ ۵ میں لکھا ہے کہ

''بعض احادیث میں آیا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی نشانی ہوگی کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔'' (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۱' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۱۱۸)

ہمارا قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ ایسی کوئی صحیح حدیث کسی حدیث کی کتاب میں دکھا دیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ انہیں ایسی کوئی حدیث ذخیرہ احادیث میں سے نہیں ملے گی۔ یہ محض افتراء علی الرسول اور کذب محض ہے۔

(۹۰)

مرزا صاحب نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں جن کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں''۔

(توضیح مرام ص ۴۰، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۷۱)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ یہ قرآن حکیم کی کس آیت میں لکھا ہے؟

(۹۱)

مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ ادہام میں لکھتے ہیں کہ

''مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو، بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں''۔

(ازالہ ادہام ص ۱۴۰، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۷۱)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔نزول مسیح کا مسئلہ عقائد اور ایمانیات کا مسئلہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے:

''فقه ثبت نزوله علیه السلام بالکتب والسنة وزعمت النصاریٰ ان ناسوته صلب ولاهوته رفع والحق انه رفع بجسده الیٰ السماء والایمان بذالک واجب''

پس عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ آپ کے ناسوت کو سولی دی گئی اور لاہوت کو اٹھا لیا گیا۔ اور حق بات یہ ہے کہ ان کے جسد کو آسمان پر اٹھایا گیا اور اس پر ایمان واجب ہے۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۱۴۶)

امام ابوحیان اندلسی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

واجمعت الامة علیٰ ما تضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانه ینزل فی آخر الزمان (البحر المحیط جلد ۲ ص ۴۷۳)

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور وہ آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔

اس مسئلہ پر امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری کی کتاب التصریح بما تواتر فی نزول

المسیح دیکھنے کے قابل ہے۔ اس بارہ میں ۷۳ احادیث نبویہ اور ۳۷ آثار سے ثابت ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں دوبارہ آسمان سے تشریف لائیں گے۔ اسی وجہ سے شرح فقہ اکبر میں ہے کہ

''ونزول عیسیٰ علیه السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامة علیٰ ماوردت الاخبار الصحیحة حق کائن'' (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۵)

خود مرزا صاحب کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ اور اس کو درجہ تواتر حاصل ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مشہور کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے:

''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں' کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے''۔

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۰۰)

اور تواتر کے بارہ میں اور خصوصی طور پر نزول عیسیٰ ابن مریم کے تواتر کے بارہ میں مرزا صاحب نیچریوں کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے''۔

(ازالہ اوہام ۵۵۶' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۹۹)

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے عاداتِ الٰہیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''ان کو (انبیاء علیہم السلام کو) موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے جس کے لیے وہ بھیجے گئے ہیں۔ اور جب تک پاک دلوں میں ان کی قبولیت نہ پھیل جائے تب تک البتہ سفر آخرت ان کو پیش نہیں آتا''۔

(ازالہ اوہام ص ۴۴۸' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۳۸)

اسی طرح اسی کتاب کے ایک اور صفحہ پر لکھتے ہیں:

''گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے''۔ (ازالہ اوہام ص ۳۱۰'۳۱۱' روحانی خزائن جلد۳ ص ۲۵۸)

ان دونوں فقرات کے ملانے سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام ہدایت کرنے میں ناکام رہے اور عادت الٰہیہ ہے کہ جب تک وہ کام کہ جس کے لیے وہ بھیجے گئے پورا نہ ہو' موت نہیں دی جاتی' لہٰذا سیدنا مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کو زندہ ماننا اور قریب قیامت میں ان کا نزول تسلیم کرنا قرآنی آیات اور احادیث متواترہ کی رو سے ضروری ہے۔

(۹۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''حیات مسیح کا عقیدہ ایک شرک عظیم ہے۔ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹' روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۶۶۰) اسی کتاب میں ایک اور صفحہ پر اس کو گمراہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا:

ولا شک ان حیاۃ عیسیٰ و عقیدۃ نزولہ باب من ابواب الضلال

اس میں کوئی شک نہیں کہ حیات عیسیٰ اور ان کے نزول کا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی گمراہی ہے۔ (الاستفتاء ص ۴۷' روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۶۷۰)

یہ بھی مرزا صاحب نے ایک سفید جھوٹ بولا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کے ۵۲ سال اس عقیدہ کو مانتے رہے ہیں' گویا وہ ۵۲ سال تک گمراہی کے بحر محیط میں غرقاب اور شرک عظیم کے دریا میں غوطے کھاتے رہے ہیں۔ اور ایک گمراہ اور مشرک اعظم نبی نہیں ہوسکتا۔ دوسرے اگر مرزا صاحب کے بیان کے مطابق اس عقیدہ کو شرک عظیم کہا جائے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا صاحب تک پوری امت گمراہ اور شرک عظیم میں مبتلا سمجھی جائے گی جو کہ خود ایک قسم کی گمراہی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ''**لاتجتمع امتی علی الضلالۃ**'' (میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی) چھری خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھری پر دونوں صورتوں میں نقصان خربوزے ہی کا ہوتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب بہر صورت جھوٹے اور گمراہ نظر آتے ہیں۔

(۹۳)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ
''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں''۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۹۲)

اسی کتاب میں اور صفحات پر مرزا صاحب خود اپنی اس بات کی تردید کرتے ہیں اور صاف لفظوں میں خود ہی کم فہم بن کر مسیح موعود اپنے کو لکھتے ہیں بلکہ مسیح موعود کا خود دعویٰ کردیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

''اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مثیل مسیح ہے اور نیز موعود بھی ہے (یعنی مسیح موعود بھی ہے) جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے''۔

(ازالہ اوہام ص ۲۹۳' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۴۹)

پھر اسی کتاب میں لکھا:

''واضح ہو کہ یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے' وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں''۔

(ازالہ اوہام ص ۱۷۹' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۸۶ ص ۲۳۱' ازالہ اوہام ص ۲۶۱)

دو صفحات چھوڑ کر لکھا:

''ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھا دیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۸۵' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۸۹)

ان کے علاوہ اسی کتاب میں مرزا صاحب نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے اور بھی کئی جگہ اپنے کو مسیح موعود کہا ہے جبکہ اوپر والے اقتباس میں مرزا صاحب نے جھوٹ بول کر مسیح موعود کے دعویٰ سے انکار اور مثیل موعود کے دعویٰ کا اقرار کیا ہے۔ اسی کا نام دجل ہے۔ اور اسی وجہ سے علمائے اسلام انہیں دجال کہتے ہیں۔

(۹۴)

مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ

''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں''۔

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰' روحانی خزائن جلد۳ ص ۱۹۲)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح ابن مریم کا تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے:

''خدا تعالیٰ کا پاک کلام (یعنی مرزا صاحب کے الہامات اور ان کی وحی۔ظفر) جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے' اس میں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اس نے مجھے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی۔ اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا''۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۷' حاشیہ' روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۷۵)

یہی بات مرزا صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۳۳۸' ۳۳۹ پر بھی بیان کی ہے۔

اور یہی بات اپنی کتاب کشتی نوح میں بھی لکھی کہ

''اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے' مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں' بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے' مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس

اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''۔

(کشتی نوح ص ۴۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۵۰)

مرزا صاحب نے اپنے اس مسیح ابن مریم بننے کو ان شعروں میں بھی بیان کیا ہے

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی — ہست او غافل ز راز ایزدی

آں خدائے قادر و رب العباد — دربرایں نام من مریم نہاد

مدتے بودم برنگ مریمی — دست نا دادہ بہ پیران زنی

ہمچو بکرے یافتم نشو و نما — از رفیق راہ حق ناآشنا

بعد ازاں آں قادر و رب مجید — روح عیسیٰ اندراں مریم دمید

پس بہ تخش رنگ دیگر شد عیاں — ز او زاں مریم مسیح ابن زماں

زیں سبب شد ابن مریم نام من — زانکہ مریم بود اول گام من

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۹' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۵۲)

اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ مرزا صاحب کس قدر مفتری اور کذاب ہیں کہ خود مسیح ابن مریم کا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کو ماننے والوں کو مفتری اور کذاب کہہ رہے ہیں۔

(۹۵)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' لکھا ہے کہ

''بنی اسرائیل کے دس فرق جن کا نام انجیل میں اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں رکھا گیا ہے' ان ملکوں میں آگئے تھے جن کے آنے سے کسی مورخ کو انکار نہیں ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس ملک کی طرف سفر کرتے اور ان گم شدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالیٰ کا پیغام ان کو پہنچاتے' اور جب تک وہ ایسا نہ کرتے تب تک ان کی رسالت کی غرض بے نتیجہ اور نامکمل تھی''۔

(مسیح ہندوستان میں ص ۹۳' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۹۳)

مرزا صاحب کا یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ بتایا جائے کہ کس تاریخ میں مسیح کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے۔ صرف عقلی مفروضے بنا کر بیان کرنا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ نہ یہ کسی تاریخ میں ہے نہ کسی مورخ نے یہ لکھا ہے۔

(۹۶)

مرزا صاحب نے اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے جیسا کہ ہم نے گذشتہ سطور میں ان کی کتابوں کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔ اور اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھا کہ

''اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کیے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے''۔

(اعجاز احمدی ص ا' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۰۷)

یہ بھی مرزا صاحب کا اتنا بڑا جھوٹ ہے جو زمین و آسمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ حقیقتہ الوحی میں لکھا کہ ''میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ فروری ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں''۔ (حقیقتہ الوحی ص ۶۷' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۷۰)

پھر تحفہ گولڑویہ ص ۴۵ پر لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار معجزے ظاہر ہوئے۔ مرزا صاحب نے تین لاکھ معجزات کی جو تعداد بتائی ہے وہ قسم کھا کر بتائی ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں حلفاً جھوٹ بولا ہے۔ ایک تو ویسے جھوٹ ہوتا ہے اور ایک قسم کھا کر جھوٹ بولنا ہوتا ہے۔ اس جھوٹ کا گناہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہم دنیا بھر کے قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے تین لاکھ نشانات تو بہت بڑی بات ہے' صرف ایک لاکھ نشانات ہی ثابت کر دیں۔ اور اگر ثابت نہ کر سکیں اور یقیناً ثابت نہیں کر سکیں گے تو سب یک زبان ہو کر کہیں لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے' اللہ ان پر لعنت کرے۔

یہ کتاب آپ کی آخری تصنیف ہے۔ اگر چہ دو کتابوں کو اس کے بعد بھی آپ نے ترتیب دیا تھا لیکن خود قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حقیقتہ الوحی مرزا صاحب کی آخری تصنیف ہے۔ اس میں مرزا صاحب نے اپنے نشانات کی جو فہرست دی ہے' باوجود یکہ ایک ایک واقعہ کو دس دس بارہ بارہ دفعہ بیان کر کے تعداد بڑھانے کی کوشش کی ہے' پھر بھی نشانات کا آخری نمبر ۲۰۵ تک پہنچ سکا ہے۔ اگر مرزا صاحب کے نشانات تین لاکھ تھے تو کم سے کم تین ہزار ہی لکھتے۔ اگر یہ بھی نہیں تو تین سو تو پورے کرتے۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

اعجاز احمدی میں لکھا کہ میری پیشگوئیوں کے مصدق ساٹھ لاکھ ہیں۔ ذرا ان کا اتہ پتہ ہمیں ہی بتا دیں کہ وہ ساٹھ لاکھ نفوس کہاں رہتے تھے اور کون تھے؟ ساٹھ لاکھ تو بڑی بات ساٹھ ہزار ہی کا پتہ بتا دیں؟

حقیقۃ الوحی کے سونشانات کی ایک بہت بڑی مقدار تو مرزا صاحب کے حرم سراء میں لڑکوں اور لڑکیوں کی پیدائش' وفات' یا بیماری اور تیمارداری پر مشتمل ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

نشان نمبر ۳۴: ایک لڑکا رہ گیا تھا' اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

نشان نمبر ۳۵: اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔

نشان نمبر ۳۶: بشیر احمد کے بعد پھر ایک اور لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔

نشان نمبر ۳۷: پھر حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت ملی۔ وہ پیدا ہوئی اور مبارکہ بیگم نام رکھا گیا جس کے عقیقہ کے دن لیکھرام مارا گیا۔

نشان نمبر ۳۸: لڑکی کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔

نشان نمبر ۳۹: پھر ایک اور لڑکی کی بشارت ہوئی جو پیدا ہو کر چند ماہ بعد مر گئی۔

نشان نمبر ۴۰: پھر دخت کرام (تمام نبیوں کی بیٹی۔ ظفر) ایک اور لڑکی کی بشارت ہوئی جو پیدا ہو گئی۔ اس کا نام امتہ الحفیظ رکھا گیا۔ یہ زندہ ہے۔

نشان نمبر ۴۱: ایک پیشگوئی اربعتہ من البنین یوں پوری ہوئی کی چار لڑکے محمود احمد' بشیر احمد' شریف احمد اور مبارک احمد پیدا ہوئے جو زندہ ہیں۔

نشان نمبر ۴۲: پانچویں لڑکے نافلہ کی بھی بشارت ہوئی۔ وہ بھی پیدا ہو گیا۔ اس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔

نشان نمبر ۷۷: بشیر احمد بیمار ہو گیا تھا۔ آشوب چشم تھا۔ میں نے دعا کی تو الہام ہوا **برق طفلی بشیر** یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔

نشان نمبر ۸۵: مجھے قولنج ہو گیا۔ سولہ دن پاخانہ سے خون آتا رہا۔ دریا کی ریت تسبیح و درود پڑھ کر ملی گئی۔ آرام ہو گیا۔

نشان نمبر ۸۶: میرے دانت کو درد ہو گیا۔ القاء ہوا **فاذا مرضت فھو یشفی**۔ درد سے آرام ہو گیا۔

نشان نمبر ۸۷: مرزا صاحب نے دہلی میں نصرۃ جہان کے ساتھ شادی رچائی۔ سامان عروسی کی فکر تھی تو الہام ہوا ۔

ہر چہ باید نو عروسی راہمہ سامان کنم　　وآنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

چنانچہ ایک جگہ سے پانچ سو اور دوسری جگہ سے تین سو روپیہ قرض مل گیا اور سامان عروسی تیار ہو گیا۔

نشان نمبر ۱۸۱: ایک لڑکی غاسق پیدا ہو کر مرگئی۔

نشان نمبر ۱۸۵: خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد کا پاؤں پھسل گیا ہے۔ اپنی جورو سے یہ کشف بیان کیا۔ تھوڑی دیر بعد لڑکا ایک طرف سے دوڑا آیا اور اس کا پاؤں پھسل گیا۔ (پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پیشگوئی کرنے والے مرزا خود بدولت اور گواہ اپنی جورو۔)

نشان نمبر ۱۸۶: مبارک احمد کو سخت پیاس لگی۔ کہا ابا پانی' میں نے دوڑ کر کنویں سے پانی پلا دیا پیشگوئی پوری ہوگئی۔

غور فرمائیں کہ پندرہ نشانات گھر ہی سے مل گئے۔ ہمیشہ انسان کے گھر اولاد پیدا ہوتی رہتی ہے بالخصوص ایسے شخص کے ہاں جس نے مقوی باہ ادویات اور مشک وعنبر سے بننے والی یاقوتیاں اور معجونیں اپنی روزانہ خوراک بنا رکھی ہوں۔ پھر جب آثار حمل ظاہر ہوئے تو فوراً پیشگوئی داغ دی۔ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ آخر کچھ تو ہوگا۔ جو کچھ بھی پیدا ہوا نشان پورا ہوگیا۔

گواہ بھی گھر کے آدمی ہیں بالخصوص آپ کی جورو نصرۃ جہاں' لہٰذا جھٹلائے گا کون؟

جتنے لڑکے یا لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زندہ رہیں تو بہتر' مرجائیں تو بلا سے' آخر نشان تو ہوگیا۔

ایسے ہی مرزا صاحب کو قبض ہو کر پھر پاخانہ آ گیا تو بھی نشان پورا ہوگیا ڈاڑھ درد کرنے لگی پھر درد سے آرام ہوگیا۔ نشان پورا ہوگیا۔ ہر ایک شخص کو ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ شادی رچائی۔ معمولی آدمیوں کو بھی ایسی تقاریب پر قرضے مل جاتے ہیں۔ سات آٹھ سو روپے قرضہ مل گیا۔ سامان عروسی تیار ہوگیا۔ شادی کی شادی اور نشان کا نشان۔ ایسے نشانات کا کیا کہنا۔ گھر میں کسی لڑکے نے ہگ دیا یا موت دیا' پاؤں پھسل گیا یا پانی مانگا۔ بس مرزا صاحب کا نشان پورا ہوگیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ۔

ایں کرامات پیر ماچہ عجب　　گربہ شاشید گفت باراں شد

مرزا صاحب نے نگینے موتنے' پانی مانگنے' دانت درد کے ختم ہونے کے تو تمام نشانات درج کر دیئے' لیکن ان تمام الہامات کو بالکل ہضم کر گئے جو صاف جھوٹے ہو کر ملہم کی کذب بیانی پر مہر تصدیق ثبت کر گئے' مثلاً غلام حلیم کی بشارت جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا۔ عالم کباب کی بشارت جس کی پیدائش سے جہاں درہم برہم ہو جائے گا۔ خواتین مبارکہ کی بشارت جو نصرۃ جہاں کے بعد ہوں گی اور ان سے نسل بہت بڑے گی۔ محمدی بیگم کی بشارت جس کا آسمان پر نکاح بھی پڑھا گیا۔ اور مرزا صاحب اسی ہوس میں مر گئے۔ اور عمر بھر یہ کہتے رہے۔

رقیب آزارہا فرمودو جائے آشتی نگزاشت
کہ بس عمریست کایں بیمار سر برآستان دارد

مرزا صاحب پر دو مقدمات دائر ہوئے۔ ایک جہلم میں جو ایک قانونی بنا پر خارج ہو گیا۔ آپ نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ پیشگوئیوں کی بھرمار کر دی۔ جوش میں آ کر جہلم میں ایک کتاب مواہب الرحمٰن تقسیم کی گئی۔ جس میں مولوی کرم الدین کو گالیاں دیں۔ اس نے دوسرا استغاثہ گورداسپور میں کر دیا جو آپ کے لیے بلائے بے درماں ثابت ہوا اور قریباً دو سال تک آپ اس میں سرگرداں رہے۔ آخر آپ کو پانچ سو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ اور آپ کے مخلص مرید حکیم فضل دین بھیروی کو دو سو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائیگی کی صورت میں ۵ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔ اس ایک واقعہ کی بنا پر آپ نے حقیقۃ الوحی میں گیارہ نشانات درج کر دیئے۔ ملاحظہ ہو: نشانات نمبر ۲۵' نمبر ۲۶' نمبر ۲۷' نمبر ۲۸' نمبر ۲۹' نمبر ۶۴' نمبر ۱۰۱' نمبر ۱۷۰' نمبر ۱۷۹' نمبر ۱۸۰۔ اسی کو کہتے ہیں بات کا بتنگڑ۔ نہ تو براہین احمدیہ میں اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل اپنے خریداروں کو مہیا کر سکے اور نہ ہی ایک ایک واقعہ کو بارہ بارہ پندرہ پندرہ نمبر دکھلانے کے باوجود تین سو نشانات بتا سکے۔

خسر الدنیا والآخرۃ۔

مقدمات کے دوران عدالت میں بیان حلفی میں اس قدر جھوٹ بولے کہ شاید کوئی عام آدمی بھی اتنے جھوٹ نہ بولے۔ جیسے حقیقۃ الوحی ص ۲۲۸ میں لکھا کہ محمد حسن فیضی بھین والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا۔ ملاحظہ ہو نشان نمبر ۷۴: لیکن عدالت میں اس پیشگوئی سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ بمقدمہ حکیم فضل

دین بنام مولوی کرم الدین مرزا صاحب کا جو بیان حلفی بحیثیت گواہ صفائی عدالت لالہ چند ولال مجسٹریٹ میں ہوا' اس میں یوں کہا: کہ میرا الہام فیضی کی نسبت نہیں ہے۔ قادیانیوں کو ان سب باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ وہ کیوں جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں۔

(۹۸)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

''ایسا ہی مولوی محمد حسن بھین والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے''۔

(حقیقتہ الوحی ص ۲۲۸' روحانی خزائن جلد۲۲ ص ۲۳۹)

مرزا صاحب نے لکھا ہے جھوٹ بولنا گوہ کھانا برابر ہے۔ اگر قادیانی مولوی محمد حسن فیضی کی موت کی پیشگوئی مواہب الرحمٰن سے دکھا دیں تو ہم اپنا یہ اعتراض واپس لے لیں گے اور قادیانیوں کو انعام بھی دیں گے۔ علاوہ ازیں یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے کہ فلاں آدمی مر جائے گا۔ کیا انسان ہمیشہ زندہ رہتے ہیں؟ کیا مرزا صاحب نہیں مرے؟ اہل عقل آپ کی اس قسم کی بیہودہ باتوں کو سن کر اور لغو اور مہمل پیشگوئیاں دیکھ کر سوا اس کے کیا کہیں گے کہ مرزا غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسی لیے ایسی مہمل اور لغو باتیں کرتا ہے۔

(۹۹)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ایام طاعون میں خدا کی بشارت کی بنا پر میں نے ترک اسباب کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وانی بشرت فی ھذہ الایام من ربیّ الوھاب' فآمنت بوعدہ و رضیت بترک الاسباب وما کان لی ان اعصیٰ ربی او اشک فیما اوحی' ولا ابالی قول الاعداء' فان الارض لا تفعل شیاً الا ما فعل فی السماء.

یعنی ان دنوں مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی۔ پس میں اس کے وعدہ پر ایمان لایا اور ترک اسباب پر راضی ہو گیا۔ میں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا اور نہ اپنی وحی میں شک کا شائبہ داخل کر سکتا تھا۔ مجھے دشمنوں کی باتوں کی کچھ پرواہ نہیں' کیونکہ زمین میں کچھ نہیں' ہر بات آسمان میں فیصلہ ہوتی ہے۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۶، ۱۷، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۲۳۵)

مرزا صاحب نے ترک اسباب کی یہ بات طاعون کے سلسلہ میں کی ہے۔ مرزا صاحب نے اس میں بھی جھوٹ بولا ہے۔ طاعون کے دنوں میں پہلے تو زلزلوں کا نام لے کر باغ میں ڈیرہ لگایا تا کہ باغ کی کھلی فضا میں طاعون سے بچا جا سکے۔ (مکتوب احمدیہ جلد ۵ ص ۳۹، مکتوب نمبر ۹۳) پھر خود اپنے ہاتھ سے لوٹے میں فینائل بھر کر پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ بعض اوقات گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تا کہ طاعون کے ضرر رساں جراثیم مر جائیں۔ علاوہ اس کے آپ نے ایک بہت بڑی انگیٹھی بنوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ ۲ ص ۵۹) یہ بھی لکھا ہے کہ جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو مرزا صاحب نے بھیڑ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ بقول مرزا اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ ا ص ۳۸) ان وبائی ایام میں جب کوئی کارڈ بھی وبا والے شہر سے آتا تو اس کو چھو کر ہاتھ ضرور دھو لیتے۔ (اخبار الفضل مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء) ان دنوں میں آپ نے خود کھانے کے لیے اور اپنے خاص مریدین کو کھلانے کے لیے ایک دوا تیار کی ہوئی تھی جس میں کونین، جدوار، کافور، کستوری، مروارید اور بہت سی قیمتی ادویہ ڈالی گئی تھیں۔ اس دوا کا نام تریاق الٰہی رکھا گیا۔ اس کی بہت سی گولیاں بنا کر پورا ایک ٹین بھرا گیا اور اس کو مرزا صاحب نے اپنی نشست گاہ میں رکھوایا۔ خود بھی کھاتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی دیتے (تا کہ میرا مرید بھی کوئی نہ مرے اور مجھے دنیا کے سامنے ذلت نہ اٹھانی پڑے لیکن مریدین پھر بھی مرے اور آپ کی ذلت بھی ہوئی۔ ظفر) (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مفتی محمد صادق قادیانی کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ اپریل ۱۹۴۶ء)

مرزا صاحب نے یہ سارے اسباب طاعون سے بچنے کے لیے اختیار کیے۔ اس کا نام اگر ترک اسباب ہے تو پھر اسباب کو اختیار کرنا کس بلا کا نام ہے؟ اس سے اندازہ فرمالیں کہ مرزا صاحب نے اپنے اس اقتباس میں کس قدر جھوٹ بولا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۱۰۰)

مرزا صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو یہودیوں سے مشابہت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

''میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہوگئیں''۔

(اعجاز احمدی ص ۵' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱)

یہی بات انہوں نے اپنی کتاب ''نسیم دعوت'' میں ان الفاظ میں بیان کی:

''بعض نادان ایک لاکھ پیشگوئی کے مقابل پر ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں' لیکن یہ خود ان کا قصور فہم ہے' بلکہ کوئی بھی ایسی پیش گوئی نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہوچکی یا ان میں سے کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے۔ سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا ان لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ خاص کر آریہ صاحبوں کو وہ نشان فراموش نہیں کرنا چاہیے جو خدا نے ان کو اپنے زبردست ہاتھ سے دکھلایا اور کئی کروڑ انسانوں کو اس پر گواہ کیا''۔

(نسیم دعوت ص ٦٦' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۴۳۱)

مرزا صاحب کی کتابوں کے ان دونوں اقتباسات کو پڑھ کر بس یہی کہنا پڑتا ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

آدمی میں اگر کچھ بھی شرم ہو تو ایسی بات کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اتنا بڑا جھوٹ کہ میری ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ اگر مرزا صاحب یہ کہتے کہ میری ایک بھی پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو دنیا مان لیتی۔ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم مان لیتا۔ بشیر الدولہ اور عالم کباب کا موہوم باپ منظور محمد خاوند محمدی بیگم تسلیم کر لیتا۔ عبداللہ آتھم مان لیتا۔ المصلح الموعود تسلیم کر لیتا۔ لیکھرام پکار اٹھتا کہ مرزا صاحب آپ نے سچ کہا' واقعی آپ کی کوئی پیشگوئی سچی نہیں نکلی۔ مولوی عبدالکریم کی لاش قبر میں بول اٹھتی کہ واقعی آپ نے سچ کہا۔ خود مرزا صاحب کی

بدبودار لاش قبر میں نعرہ زن ہوتی کہ واقعی میری کوئی پیشگوئی سچی نہیں نکلی۔ نہ عمر کی' نہ مبارک احمد کے بارہ میں' نہ محمدی بیگم کے متعلق' نہ شوخ وشنگ لڑکے کے بارہ میں' نہ پسر خامس کے بارہ میں' نہ عبداللہ آتھم اور لیکھرام کے بارہ میں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب ''قادیانیت'' جس میں مرزا صاحب کی مشہور ۲۰ پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ وہ پیشگوئیاں تھیں جن کو مرزا صاحب نے اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا تھا۔ ان اوپر والے دو اقتباسات میں مرزا صاحب نے متعدد جھوٹ بولے ہیں۔

۱- میری ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ بشیر الدولہ اور عالم کباب والی پیشگوئی سچی نکلی ہے؟ دنیا بھر کے قادیانی دل پر ہاتھ رکھ کر اس کا جواب دیں۔ اور پھر کہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

۲- یہ ایک لاکھ پیشگوئی کہاں ہے؟ ایک لاکھ تو مرزا صاحب کی ساری کتابوں کے صفحات بھی نہیں۔ کوئی مرزا صاحب کا مرید خاص ایک لاکھ تو بہت ہے ۵۰ ہزار پیشگوئی ہی ثابت کردے۔

۳- باقی رہا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ''یا ان میں سے (پیشگوئی میں سے) کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے''۔ یہ مرزا صاحب کا دراصل محمدی بیگم والی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے کہ مرزا احمد بیگ مر گیا اور سلطان محمد نہیں مرا۔ گویا آدھی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا قائم کردہ اصول ہے کہ

''دو جزوں میں سے جب ایک جزو باطل ہو جائے تو وہ اس بات کو مستلزم ہوتا ہے کہ دوسرا جزو بھی باطل ہے''۔ (اعجاز احمدی ص ۲۷' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۳۷)

۴- مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ''کئی کروڑ انسانوں کو اس پر گواہ کیا'' یہ بھی سراپا جھوٹ ہے۔ اعجاز احمدی ص ۱ پر تو گواہوں کی تعداد ۶۰ لاکھ بتائی۔ یہ کتاب ۱۹۰۲ء نومبر میں شائع ہوئی۔ اور نسیم دعوت اوائل ۱۹۰۳ء میں طبع ہوئی۔ گویا سوا سال میں گواہ ۶۰ لاکھ سے بڑھ کر کئی کروڑ ہو گئے۔ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں میں اگر ذرا برابر بھی عقل اور خدا کا خوف ہے تو وہ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے کہ سوا سال میں ۶۰ لاکھ سے کئی کروڑ گواہ بنا لیے۔ ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کروڑ ہا یا ۶۰ لاکھ نہیں صرف ایک لاکھ گواہ پیش کر کے انعام حاصل کریں لیکن ۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں۔ اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔ بعض ائمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لیے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے ان کا رد کیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی معرض شک و شبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہوسکتا ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فروع کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۸۶' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۷)

یہ بھی مرزا صاحب نے سفید جھوٹ بولا ہے ذرا ان اکابر محدثین کا نام تو لیں جنہوں نے سیدنا مہدی کی سب حدیثوں کو مجروح' مخدوش اور موضوع قرار دیا؟ پھر جب بقول آپ کے مہدی کا آنا ہی مخدوش ہے اور معرض شک و شبہ میں ہے تو پھر آپ نے مسلمانوں اور خصوصی طور پر قادیانیوں کو دھوکہ دینے کے لیے مہدی معہود کا کیوں دعویٰ کیا ہوا ہے؟ جب مہدی کے بارہ احادیث ہی موضوع ہیں تو مہدی کا دعویٰ چہ معنی دارد؟

بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا مہدیؒ کی کوئی علامت اور صفت مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد بن غلام مرتضیٰ تھا۔ وہ دمشق کی جامع مسجد میں نماز پڑھائیں گے۔ انہوں نے خواب میں بھی دمشق نہیں دیکھا۔ وہ اہل بیت نبوت میں سے ہوں گے مرزا صاحب مغل تھے۔ اس قسم کی بے شمار علامتیں جو امام مہدی کی حدیث میں بیان ہوئی ہیں' ان میں سے ایک بھی ان کے اندر نہیں پائی جاتی' اس وجہ سے ان کے بارہ میں ہر حدیث مرزا صاحب کے نزدیک موضوع ہے۔ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی علامات بھی ان کے اندر معدوم تھیں' لیکن ان کو تو انہوں نے مختلف قسم کے اتہامات لگا کر اور گالیاں دے کر درمیان سے ہٹانے کی کوشش کی اور ان کی شخصیت کو مجروح کرنا چاہا لیکن وہ اللہ کے سچے نبی تھے' ان کی اللہ نے خود حفاظت فرمائی اور ان کی شخصیت تو مجروح نہ ہوئی بلکہ خود مرزا صاحب لوگوں کے صحیح اعتراضات سے نڈھال ہو گئے اور بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کے ساتھ مل گئے۔ سیدنا مہدیؒ چونکہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے لہٰذا احادیث نبویہ کو موضوع قرار

دے کر ان کی شخصیت کو ختم کرنا چاہا لیکن کسی نے کیا خوب کہا

چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آنکہ تف زند ریشش بسوزد

یعنی جس چراغ کو اللہ نے روشن کیا ہے جو بھی اسے پھونک مار کر بجھانے کی کوشش کرے گا اس کی اپنی داڑھی جل جائے گی۔

مختصر یہ کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا مہدیؑ دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور سیدنا مہدیؑ پیدا ہوں گے۔ وہ دونوں مل کر دجال کو قتل کریں گے۔ مرزا صاحب نے تو دجال کو کیا قتل کرنا تھا۔ خود دجال کے گدھے (ریل گاڑی) پر پیسے دے کر سوار ہوتے اور ساری زندگی دجال کے آگے سجدہ ریز ہوتے رہے بلکہ یہ تو دجال کے محافظ اور باڈی گارڈ تھے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتاب اربعین میں لکھا ہے

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی''۔ (اربعین نمبر۴ ص ۱۳' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۴۲)

یہ بھی مرزا صاحب کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ کہاں لکھا ہے کہ تمام نبیوں نے اس نتت بشارت دی اور اس نیم باز آنکھوں والے مسیح موعود کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا؟ ذرا ں کتاب اور روایت کا پتہ تو دے دیا جائے۔

(۱۰۱)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے:

''اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں باتیں کی تھیں' مگر اس لڑکے نے (یعنی مرزا صاحب کے لڑکے نے) پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا' اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا''۔ (تریاق القلوب ص ۴۵' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۲۱۸)

اس اقتباس میں مرزا صاحب نے کئی جھوٹ بولے ہیں:

۱- اس نے ماں کے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو مرزا صاحب کو کیسے پتہ چلا کہ اس نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کیں۔ اگر مرزا صاحب نے اس کی آواز اس کی ماں کی زبان سے سنی تو ممکن ہے کہ یہ اس کی ماں کی آواز ہو' بچے کی آواز نہ ہو۔ اس آواز کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ماں نے بچے کی آواز نکال کر مرزا صاحب سے مذاق کیا ہو؟ اور اگر اپنی اہلیہ کے پیٹ کیساتھ کان لگا کر اس کی آواز سنی ہو تو ممکن ہے کہ آپ کی اہلیہ نصرۃ جہاں نے انڈونیشیا کہ زہرہ فونا کی طرح ان سے فراڈ کیا ہو؟ اور قاعدہ ہے کہ **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**۔ جب کسی شی کا احتمال پیدا ہو جائے تو اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے بھی بچہ ماں کے پیٹ میں تین پردوں کے اندر ہوتا ہے۔ پیٹ کے راستہ سے تو اس کی آواز باہر نہیں آ سکتی۔ اب ایک تیسرا راستہ ہی آواز کے سنائی دینے کا رہ جاتا جس کو قادیانی سمجھ سکتے ہیں۔ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے اس راستہ سے بھی بچے کی آواز آنی ممکن نہیں۔ لہٰذا نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے قادیانیوں کی مت مارنے اور اپنی اور اپنے بچے کی شان جتانے کے لیے یہ جھوٹ بولا ہے۔

۲- دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے کہ چونکہ وہ میرا چوتھا بیٹا تھا اس لیے وہ اسلامی مہینوں میں سے چوتھے مہینے میں پیدا ہوا یعنی ماہ صفر میں۔ یہ بھی مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے بلکہ یہ ان کی جہالت کی بھی غمازی کرتا ہے کیونکہ صفر اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ نہیں بلکہ دوسرا مہینہ ہے۔ قادیانی نوٹ کر لیں۔

۳- یہ بھی مرزا صاحب کی جہالت اور جھوٹ ہے کہ وہ ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھے دن یعنی چہار شنبہ کو پیدا ہوا۔ چہار شنبہ (بدھ) کا دن ہفتے کا پانچواں دن ہوتا ہے' چوتھا دن نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب نے لفظ چہار سے اس کو چوتھا دن سمجھ لیا ہے۔ قادیانی یاد رکھیں کہ نبی نہ تو اتنا جاہل ہوتا ہے اور نہ ہی اتنا غافل اور احمق کہ صفر کو چوتھا مہینہ اور چہار شنبہ کو چوتھا دن سمجھ لے۔

۴- چوتھی بات بھی انہوں نے غلط کہی ہے۔ اسلامی سال رات سے شروع ہوتا ہے' اور سن عیسوی رات بارہ بجے سے۔ دوپہر کے بعد کا چوتھا گھنٹہ نہیں ہوتا بلکہ یہ سن عیسوی کے لحاظ سے سولھواں گھنٹہ ہوتا ہے اور اسلامی سن کے لحاظ سے تقریباً بیسواں۔ یہ صرف مرزا صاحب

نے اپنے مرید امام الدین گجراتی کی طرح تک بندی کی ہے اور کوئی اس کی خاص وجہ نہیں۔ چنانچہ اس اقتباس میں مرزا صاحب نے چار جھوٹ بولے ہیں۔ قادیانیوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر انہوں نے کس جاہل' احمق اور کذاب کو اپنا نبی مانا ہے۔ ''از کہ بریدی وباکہ پیوستی''۔

یہ تھے مرزا صاحب کے ایک سو ایک جھوٹ اور افتراء علی اللہ اور افتراء علی الرسول۔ لیکن اگر ان کی کتابوں کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو کئی سو جھوٹ اکٹھے کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ہی جھوٹ پر ہے تو اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے دلائل کی جو دیوار انہوں نے چنی ہے اس کی ہر ایک اینٹ جھوٹ اور کذب بیانی کی غلیظ مٹی سے بنائی گئی ہے۔ اب ہم آخر میں قادیانیوں کو مرزا صاحب کی وہ بات پھر یاد دلانا چاہتے ہیں جو انہوں نے جھوٹا ہونے کے باوجود سچی کہی ہے کہ ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا''۔

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۳۱)